سلسلة
29
وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا بنی اسرآءیل
پیارے رسول ﷺ کی پیاری
نماز تراویح
تالیف
ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی
ترتیب، تخریج واضافہ
حافظ حامد محمود الخضری
انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿١﴾﴾ (النساء: ۱)

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾﴾ (الاحزاب: ۷۰۔۷۱)

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَلضَّلَالَةُ فِي النَّارِ . " وَبَعْدُ!

یہ کتاب مسماۃ ''پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری نمازِ تراویح'' زیورِ طباعت سے آراستہ

ہوکر آپ کے ہاتھوں میں پہنچی ہے۔ کتاب وسنت، آثار صحابہ، اقوال تابعین و تبع تابعین اور فرامین ائمہ کی روشنی میں ترتیب دی گئی ہے۔ کتاب ہذا میں نماز تراویح کے فضائل، اہمیت، طریقۂ کار اور مسنون تعداد کا بیان ہے، جبکہ فرقِ باطلہ جو بیس رکعت تعداد کے دلائل باردہ پیش کرتے ہیں، اُن کا براہین قاطعہ وساطعہ کے ساتھ ردّ بھی پیش کردیا گیا ہے تا کہ قاری کے ذہن میں کوئی خلش باقی نہ رہنے پائے۔ کتاب کا صحیح مواد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے۔

یاد رہے کہ کتاب وسنت کو اپنانے میں ہی خیر و بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾﴾ (البقرہ: ۲۶۹)

''اللہ جسے چاہتا ہے حکمت دیتا ہے، اور جسے حکمت مل گئی اُسے بہت زیادہ بھلائی مل گئی، اور نصیحت صرف عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں۔''

حکمت سے مراد فہم قرآن وسنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے

((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ .)) [1]

''پس بے شک بہترین بات اللہ کی کتاب ہے، اور بہترین سیرت محمد (ﷺ) کی سیرت ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محور عمل سنت رسول علی صاحبہا الصلاۃ والسلام ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ خلیفہ بلا فصل، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے:

((إِنِّي أَخْشٰى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ .)) [2]

''مجھے ڈر لگتا ہے کہ اگر میں نے نبی کریم ﷺ کے کسی امر کو چھوڑ دیا تو گمراہ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رعقم: ۲۰۰۵.

[2] صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، رقم: ۳۰۹۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، رقم: ۴۵۸۲.

ہو جاؤں گا۔"

اور امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو لکھا کہ اگر مسئلہ کتاب اللہ میں ہے تو اس کا فیصلہ کرو۔ اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو سنت رسول میں دیکھو اور فیصلہ دو۔ اگر کتاب وسنت میں نہیں ہے اور تم سے پہلے کسی نے اس کا فیصلہ بھی نہیں کیا ہے تو تمھیں اختیار ہے کہ اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ کرو یا پیچھے ہٹ جاؤ، میری نظر میں پیچھے ہٹ جانا اچھا رہے گا۔ [1]

اور یہی منہج ائمہ ہدیٰ رحمہم اللہ کا تھا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے:

((إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِي .)) [2]

"جب حدیث صحیح آ جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔"

اور امام مالک رحمہ اللہ کے متعلق آتا ہے کہ ان سے دوران وضو پاؤں کی انگلیوں کے متعلق سوال کیا گیا، تو انھوں نے جواب دیا کہ اہل مدینہ کا اس پر عمل نہیں ہے۔ عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں: میں نے امام صاحب سے اس وقت بات نہ کی۔ جب مجلس برخواست ہوئی تو میں نے آپ سے عرض کیا: ہمارے پاس اس مسئلہ میں ایک سنت ہے۔ تو یہ سن کر انہوں نے کہا، وہ کیا ہے؟ پس میں نے لیث بن سعد اور عبداللہ بن لھیعہ اور عمرو بن حارث اور یزید بن عمرو المعافری از أبو عبدالرحمٰن کے طریق سے سند بیان کی کہ صحابی رسول مستورد بن شداد القرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْلُكُ خِنْصَرَهٗ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ . فَقَالَ: "اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَسَنٌ ، وَمَا سَمِعْتُ بِهٖ قَطُّ اِلَّا السَّاعَةَ . ثُمَّ سَمِعْتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ يُسْأَلُ ، فَيَأْمُرُ بِتَخْلِيْلِ الْاَصَابِعِ . ")) [3]

---

[1] سنن دارمی: ۱/ ۵۵۔ اخبارۃ القضاۃ: ۲/ ۱۸۹۔ [2] رد المحتار علی الدر المختار: ۱/ ۶۸۔

[3] الجرح والتعدیل، لابن ابی حاتم: ۱، ۱/ ۳۱۔ ۳۲۔ امام مالک نے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے تھے۔ تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ”بے شک یہ حدیث حسن ہے، اور میں نے آج سے پہلے یہ حدیث نہیں سنی۔“ جناب عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں: ”پھر اس کے بعد جب بھی آپ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا، تو میں نے انہیں انگلیوں کے خلال کرنے کا فتویٰ دیتے سنا۔“

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ حدیث رسول اللہ ﷺ سن کر اپنی بات پر ڈٹے نہیں رہتے تھے، بلکہ حدیث کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے تھے۔ پس ان سے تقلید شخصی کے جواز کا نظریہ محض باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ اور یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ بڑے سے بڑے اہل علم سے بھی حدیث کی نص مخفی رہ سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ اپنی تقلید سے منع کیا کرتے تھے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

((إِذَا اصَحَّ الْحَدِيْثُ وَقُلْتُ قَوْلًا فَانَا رَاجِعٌ عَنْ قَوْلِي وَقَائِلٌ بِذَلِكَ .)) ❶

”میری جو بات صحیح حدیث کے خلاف ہو، میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔“

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے:

((لَا تُقَلِّدْ دِيْنَكَ اَحَدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ، مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ، فَخُذْ بِهٖ، ثُمَّ التَّابِعِيْنَ مُخَيَّرًا .)) ❷

”تم اپنے دین میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، جو نبی اکرم ﷺ اور

❶ حلية الأولياء: ٩/١٠٧ـ إعلام الموقعين: ٢/٣٦٣ بمعناه.

❷ مسائل الامام احمد لابی داؤد، ص: ٢٧٦، ٢٧٧ بحواله صفة صلاة النبیؐ، ص: ٥٣.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو، اسے قبول کرو۔ رہے تابعین عظام رحمہم اللہ تو تمھیں ان کے اقوال کو قبول و ردّ کرنے کا اختیار ہے۔“

افسوس صد افسوس کہ مذہبی تعصب کی بناء پر صریح صحیح ثابت شدہ سنتوں کو بھی بے عمل کر دیا جاتا ہے۔ اُن میں سے ایک سنت نمازِ تراویح کی بھی ہے کہ اس معاملہ میں لوگ سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور سنت خلفائے راشدین آٹھ رکعات کو ترک کر کے اپنے ائمہ کے قول کے مطابق بیس رکعات تراویح کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور تعصب مذہبی میں آ کر سنت صحیحہ صریحہ کو رد کر دیتے ہیں اور ضعیف بلکہ موضوع روایات پر عمل کر کے اپنے مذہب کو قوی کرتے ہیں۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اصبغ بن خلیل کے ذکر میں لکھا ہے: کہ وہ شروط کے علم میں تو بہت ماہر تھا لیکن سنت کے علم سے بے بہرہ تھا، روایت میں متہم بالکذب تھا، عدم رفع الیدین کے بارے میں اس نے روایت گھڑ ڈالی۔ قاسم بن اصبغ مالکی نے بیان کیا ہے کہ اصبغ ہی نے مجھے بقی بن مخلد سے حدیث سننے سے منع کر دیا تھا۔ اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے تابوت میں خنزیر ہو لیکن مصنف ابن ابی شیبہ نہ ہو، پھر قاسم نے اس پر بددعائیں کی ہیں۔ [1]

اور تعصب مذہبی ہی کی بنیاد پر مسجد حرام میں آٹھ صدیوں تک چار مذاہب کے لوگ اکٹھے نماز نہ پڑھتے۔ چاروں اماموں میں سے ہر امام کے نام سے الگ امام مقرر تھا۔ ایک امام کا مقلد دوسرے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھتا۔ بلکہ ایک دور میں زیدی شیعہ کا بھی الگ مصلیٰ تھا، پانچوں اماموں کے پیچھے الگ الگ نماز ہوتی تھی۔

نیز ان لوگوں کی آپس میں بہت جنگ و جدال بھی ہوئی۔ ضیاء مقدسی فرماتے ہیں کہ موصل (عراق) میں ہم لوگ ”**الضعفاء للعقیلی**“ کا سماع کر رہے تھے، اس پر مجھے اہل موصل نے پکڑ کر جیل میں ڈال دیا، وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے، وجہ یہ تھی کہ ضعفاء میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر آیا ہے۔

---

[1] سیر أعلام النبلاء : ۱۳/۲۰۳۔ الإعتصام : ۲/۳۴۸.

تاریخ کے اوراق کو پلٹا جائے تو کتابوں میں سلفی العقیدہ اور عمل بالکتاب والسنۃ کے دعاۃ کے خلاف اس قسم کے واقعات کو دیکھ اور پڑھ کر بڑی ذہنی کوفت ہوتی ہے۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

''اور تم سب اللہ کی رسّی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اور اختلاف نہ کرو، اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے، تو اللہ نے تمھارے دلوں کو جوڑا، اور اس کے فضل وکرم سے بھائی بھائی ہوگئے۔''

اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو تفرقہ بازی کی لعنت سے محفوظ رکھے اور اتحاد واتفاق سے رہنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔

آخر میں ہم مجلس شوریٰ ادارہ ہذا جناب محمد شاہد انصاری، ابویحییٰ محمد طارق جاوید، حاجی نوید آصف، محمد اکرم سلفی، ابوطلحہ صدیقی اور شمشیر اشرف اور معاونین جناب ابومؤمن منصور احمد مالک اسلامی اکادمی، جناب محمد رمضان محمدی اسلامی اکادمی، جناب عبدالرؤف صاحب (کمپوزر) اور بھائی سفیان کے والد گرامی جناب محمد افضل مرحوم اور سرپرست ادارہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ جن کے اشراف کا نتیجہ کہ ہم دین حنیف کی خدمت سے وابستہ ہیں، کے میزانِ حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام کردے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

حافظ حامد محمود الخضری

باب نمبر 1

قرآنِ حکیم کی روشنی میں سنت کی اہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیے بغیر بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵﴾

(النساء: ٦٥)

''تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک تنازعات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کریں، پھر آپ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں میں گھٹن بھی محسوس نہ کریں، اوراس فیصلہ پر پوری طرح سر تسلیم خم نہ کردیں۔''

فائدہ:...... مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مبارکہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ کوئی شخص اتنی دیر تک مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک اپنے تمام اُمور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصل نہیں مان لیتا، کیونکہ آپ کا فیصلہ وہ فیصلہ ربانی ہے، جس کی حقانیت کا دل میں اعتقاد رکھنا ضروری ہے اور اپنے عمل کے ذریعہ بھی اس پر ایمان رکھنے کا ثبوت فراہم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷﴾ (الحشر: ٧)

''اور جو کچھ تمہیں رسول دیں، وہ لے لو، اور جس سے روکیں، اس سے رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً سخت سزا دینے والا ہے۔''

فائدہ:...... مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزت نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو ملے اس پر راضی رہنا چاہیے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام انھیں کچھ بھی نہ دیں تب بھی ان کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔ اس میں اموالِ غنیمت، اموال فئی اور دیگر تمام چیزیں داخل ہیں۔ علماء نے اس آیت کریمہ سے استدلال کر کے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہر صحیح حدیث قرآن کے حکم میں داخل ہے۔''

(تیسیر الرحمن : ۱۵٦٤/۲ بتعدیل یسیر)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ میں جسم گودنے والی، ابرو کے بال اکھاڑنے والی، حسن کے لیے دانتوں میں کشادگی کرنے والی اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی، تو قبیلہ بنواسد کی اُمّ یعقوب نامی عورت نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں ایسی عورتوں پر لعنت کیوں نہ کروں، جن پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے، اور جو اللہ کی کتاب میں بھی موجود ہے۔ اس عورت نے کہا: میں نے پورا قرآن پڑھا ہے، لیکن اس میں مجھے تو یہ چیز کہیں نہیں ملی۔ اس پر سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو تمھیں یہ حکم مل جاتا، پھر آپ نے فرمایا: کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی:

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾

(الحشر : ۷)

''اور جو کچھ تمہیں رسول دے، وہ لے لو، اور جس چیز سے منع کرے، اس سے باز رہو۔'' [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم : ٤٨٨٦۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، رقم: ۲۱۲۵۔ مسند أحمد : ۴۳۳/۱۰.

سنت ہی اختلافات کا حل ہے:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ ﴾ (النساء: ٥٩)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے اقتدار والوں کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔“

فائدہ:...... مجاہد رحمہ اللہ اور دوسرے علمائے سلف نے کہا ہے کہ ﴿ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ ﴾ ”اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو۔“ سے مقصود قرآن و سنت ہے۔ آیت کے اس حصہ میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو اس کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق ہونا چاہیے، اگر کوئی اختلافی مسائل میں قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا نہیں مانا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ ﴿ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴾ ”قرآن کی طرف رجوع ہی میں ہر خیر ہے، اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی عمل بہتر ہے۔“ [1]

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ (آل عمران: ٣١)

[1] تفسیر طبری: ٨/٥٠٤۔ تفسیر ابن کثیر: ١/٧٠٦۔

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بہت بخشنے والا رحیم ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ''کہ یہ آیت کریمہ اُن تمام لوگوں کے خلاف دلیل ہے جو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور طریقۂ محمدی پر گامزن نہیں ہوتے، جب تک آدمی اپنے تمام اقوال و افعال میں شرع محمدی کی اتباع نہیں کرتا، وہ اللہ سے دعوائے محبت میں کاذب ہوتا ہے۔ بخاری و مسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ فِیْهِ فَهُوَ رَدٌّ .)) [1]

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا تو وہ عمل مردود ہوگا۔''

(تفسیر ابن کثیر: ۱/۴۷۲)

مزید لکھتے ہیں: ''بعض حکیم علماء نے لکھا ہے کہ تیرا چاہنا کوئی چیز نہیں۔ لطف تو اس وقت ہے کہ اللہ تجھے چاہنے لگ جائے۔ غرض اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباع سنت مدنظر ہو۔'' (حوالہ ایضاً)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ میں اسوۂ حسنہ ہے:

جنت خود بخود ترسے گی تیرے وجود کو اقبال
ذرا چل کے تو دیکھ میرے نبیؐ کے نقش قدم پر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝۲۱﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''فی الحقیقت تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول و عمل ایک بہترین نمونہ ہے، ان کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کا یقین رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت یاد کرتے رہتے ہیں۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۲۶۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الأقضیة، رقم: ۱۷۱۸.

خلاصہ:...... پس ان آیات کریمہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اختلافی اُمور میں جب تک رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم نہ کیا جائے، بندہ مومن نہیں ہوسکتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت وفرمانبرداری فرض ہے۔ اتباع رسول ﷺ سے بندہ اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور یہ اہل ایمان کی بڑی صفات میں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول وعمل ہی اہل ایمان کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

مزید برآں کون نہیں جانتا کہ رمضان المبارک میں جماعت اور بغیر جماعت نبی کریم ﷺ نے گیارہ رکعت قیام اللیل ہی فرمایا ہے، حتیٰ کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیس رکعت تراویح پڑھنا بسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ اس کے برعکس حنفیوں کے ممدوح امام محمد بن حسن الشیبانی کی المؤطا سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ گیارہ رکعات کے قائل تھے۔ تو پھر ہمیں عملاً محبت رسول ﷺ کا اظہار کرنے سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟ بلکہ بیس رکعات پڑھنا تو امام صاحب کی تقلید کے بھی منافی امر ہے۔

سنت رسول ﷺ سے اعراض وانحراف کے متعلق وعید

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی، اور آپ کی سنت سے دُوری کی وجہ سے انسان جہنم میں چلا جائے گا۔ آپ کی مخالفت نفاق کی دلیل ہے، جہالت کی علامت ہے اور باعث ذلت و رسوائی ہے۔ جیسا کہ ذیل کی آیات کریمہ سے واضح ہو رہا ہے۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَإِلَى ٱلرَّسُولِ قَالُوا۟ حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ ءَابَآءَنَآ ۚ أَوَلَوْ كَانَ ءَابَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٠٤﴾﴾ (المائدہ: ۱۰۴)

''اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور آؤ رسول کی طرف، تو کہتے ہیں: ہمیں تو وہی کچھ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے، خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں، اور

نہ ہی ہدایت پر ہوں۔''

یعنی جو مشرکین مختلف شرکیہ افعال و اعمال میں مبتلا تھے، ان سے کہا جاتا کہ تم لوگ اپنے آباؤ اجداد کی تقلید چھوڑ دو جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے متعلق افترا پردازی سے کام لیا تھا، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ جو کہتے ہیں اس پر عمل کرو، تو وہ فوراً بول اٹھتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادوں ہی کی تقلید کریں گے، اس کا جواب اللہ نے دیا کہ کیا آباؤ اجداد کی تقلید ان کے لیے کافی ہوگی، چاہے ان کے وہ باپ دادے حق کو جانتے اور پہچانتے نہ ہوں۔

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾﴾ (النساء: ۱۱۵)

''جو شخص ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا اس نے رخ کیا ہے، پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔''

''جو کوئی بھی حق واضح ہوجانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا، اور مسلمانوں کی راہ یعنی دین اسلام کے علاوہ کسی دوسری راہ کو اپنائے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے اُسی مخالفت رسول اور عدمِ اتباع اسلام کی راہ پر چھوڑ دے گا، بلکہ اس کی نگاہوں میں اس کی اس روش کو خوبصورت اور عمدہ بنادے گا یہاں تک کہ جہنم میں جا گرے گا۔ یہ آیت دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت آدمی کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مؤمنوں کی راہ کی اتباع نہ کرنے والا وعید کا مستحق ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والا وعید کا مستحق ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن: ۱/۲۹۴۔۲۹۵، ملخصاً)

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں سنت کی اہمیت

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرض ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا اَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا .)) [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میں تمہیں دوں اس کو لے لو، اور جس چیز سے منع کروں اس سے باز آ جاؤ۔''

فائدہ:...... رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان عالی شان درحقیقت قرآنی آیت

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾

(الحشر: ۷)

''اور رسول جو کچھ تمھیں دیں، اس کو لے لو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ۔''

کی تفسیر ہے۔ یاد رہے کہ قرآن مجید کی شرح وتفسیر کا سب سے پہلا اور سب سے زیادہ حق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ جن کی طرف یہ کتاب نازل کی گئی۔

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ وہ فرامین رسول اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھے بغیر قرآن مجید کو سمجھ سکتا ہے، تو یہ اُس کا خیال بد اور وہم باطل ہے۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اسلام میں قرآن کی طرح ہے:

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وحیثیت قرآن کی طرح ہے۔ قرآن حکیم مقام ومرتبہ کے اعتبار سے کلام اللہ ہونے کی وجہ سے کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ افضل ہے، مگر رسول

---

[1] سنن ابن ماجه، بَابُ اِتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ١ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٨٥٠.

قرآنِ مجید کی تفسیر ہے اور اس کے مقاصد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلا إِنّی اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ .)) ❶

''خبردار! مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی عطا کی گئی ہے۔''

سنت رسول ﷺ سے انحراف گمراہی کا باعث ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا ، كِتَابُ اللّٰهِ ، وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ .)) ❷

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہوگے، وہ چیزیں یہ ہیں، (ایک) اللہ کی کتاب، اور (دوسری) اس کے رسول ﷺ کی سنت۔''

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ ہدایت کا روشن چراغ ہے:

((وَعَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَقُوْلُ : اَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ . وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ❸

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ''حمد وثناء کے بعد، سب سے بہترین بات ''کتاب اللہ'' ہے اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے، اور سب سے بدترین کام وہ ہیں جو اپنی طرف سے وضع کیے جائیں

---

❶ مسند أحمد: ٤/١٣٠ـ صحيح ابن حبان، رقم : ٢ـ محدث البانی اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❷ مؤطا امام مالك، كتاب القدر، باب النهى عن القول بالقدر، رقم: ٣ـ مستدرك حاكم : ١/٩٣، رقم : ٣٢٤ـ امام حاکم نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❸ صحيح مسلم، كتاب الجمعه، بابُ تخفِيفِ الصَّلاَةِ وَالْخُطبَةِ، رقم: ٨٦٧.

اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

فائدہ :...... معلوم ہوا جو کام سنت کے خلاف ہو وہ بدعت ہے، جو کہ سراسر گمراہی ہے۔ پس سنت نورِ ہدایت ہے، لہٰذا ہر عمل صالح، نماز اور روزہ وغیرہ سنت کے عین مطابق ہو، تو حصولِ رضائے الٰہی ممکن ہے، بصورتِ دیگر نہیں۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع جنت میں لے جاتی ہے:

((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى . قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَنْ يَاْبٰى؟ قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ اَبٰى .)) [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری تمام امت جنت میں جائے گی، مگر جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگیا، اور جس نے میری نافرمانی کی، پس تحقیق اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔''

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض اسلام سے خروج کا سبب ہے:

((وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه، رقم: ۷۲۸۰.

النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِمْ ، فَقَالَ:أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا ، أَمَا وَاللّٰهِ!إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ ، لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .)) [1]

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین شخص نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس آئے، اور نبی رحمت ﷺ کی عبادت سے متعلق سوال کیا، اور جب انہیں نبی مکرم ﷺ کی عبادت کے متعلق خبر دی گئی تو انہوں نے اس عبادت کو معمولی سمجھا، اور کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا نسبت ہے، آپ کی تو اللہ نے پہلی پچھلی سب لغزشیں معاف کردی ہیں، ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ رات بھر نفل ادا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن بھر کا روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے دور رہوں گا کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پس نبی اکرم ﷺ ان کے پاس گئے اور آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اس اس طرح کی باتیں کی ہیں؟ خبردار، اللہ کی قسم! میں تم میں سب کی نسبت زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ، اور پرہیزگار ہوں، اس کے باوجود روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا، میں رات کو نوافل ادا کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

فائدہ :......اس حدیث پاک پر غور کیا جائے تو اس سے بہت سارے دروس اور عبرتیں حاصل ہوتیں ہیں۔

1 ......اس حدیث کو بار بار پڑھا اور اس پر غور وفکر کیا جائے تو دین اسلام کی معرفت کے ساتھ سنت رسول کی اہمیت اور یہ تنبیہ بھی ہے کہ ((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح، رقم: ٥٠٦٣.

مِنِّیْ .)) یعنی رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ سے اعراض کرنے والا آپ کی اُمت سے نہیں۔

❷ ...... اس تنبیہ بلیغ کو مدنظر رکھا جائے تو جہاں اتحادِ اُمت کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، وہاں فرقہ بندی کی لعنت سے چھٹکارا بھی ملتا ہے۔

اے مسلمان تو نے کیوں سنت سے منہ موڑ لیا؟
دامن مکی، مدنی کا چھوڑ کے امتیوں کو گلے لگالیا
چھوڑ اسلام صحابہ والا علاقائی اسلام اپنالیا
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول چھوڑ کے اپنا اصول بنالیا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں سنت کی اہمیت

خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

((لَسْتُ تَارِکًا شَیْئًا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَعْمَلُ بِہٖ اِلَّا عَمِلْتُ بِہٖ فَإِنِّی أَخْشٰی إِنْ تَرَکْتُ شَیْئًا مِنْ أَمْرِہٖ أَنْ أَزِیْغَ .)) [1]

''میں کسی ایسے کام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے، مگر یہ کہ میں اس پر عمل پیرا رہوں گا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے نبی ﷺ کے کام میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔''

امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح رحمہ اللہ کو لکھا کہ اگر مسئلہ کتاب اللہ میں ہے تو اس کا فیصلہ کرو۔ اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو سنت رسول میں دیکھو اور فیصلہ دو۔ اگر کتاب و سنت میں نہیں ہے اور تم سے پہلے کسی نے اس کا فیصلہ بھی نہیں کیا ہے تو تمھیں اختیار ہے کہ اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ کرو یا پیچھے ہٹ جاؤ۔ میری نظر میں پیچھے ہٹ جانا اچھا رہے گا۔ [2]

ایک سفر میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے جو رسول اللہ ﷺ سے آگے نکل نکل جاتا تھا۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا کہ کوئی نبی کریم ﷺ

[1] صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، رقم: ۳۰۹۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، رقم: ۴۵۸۲.

[2] سنن دارمی : ۱/۵۵۔ اخبار القضاۃ : ۲/۱۸۹.

سے آگے نہ بڑھنے پائے۔'' ❶

فائدہ:...... قرآن مجید کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محورِ عمل صرف رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ تھی، اس لیے وہ تمام اعمال میں آپ کی سنت کا اتباع کرتے تھے۔ مقام غور وفکر ہے کہ اس موقع پر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بھی ناپسند سمجھی کہ آپ کی ناقہ سے کسی کی اونٹنی آگے بڑھ جائے، تو کیا وہ یہ پسند کرتے ہوں گے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو گیارہ رکعت تراویح تھی، کہ وہ اس کو بیس رکعت ادا کریں، نہیں، نہیں، یہ ناممکن بات ہے۔

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

ایک بار سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سوار ہونے لگے تو رکاب میں بسم اللہ کہہ کر پاؤں رکھا، پشت پر پہنچے تو الحمد للّٰہ کہا، پھر یہ آیت پڑھی:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾﴾ (الزخرف: ۱۳، ۱٤)

پھر تین بار الحمد للّٰہ اور تین بار اللّٰہ اکبر کہا۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی:

((سُبْحَانَكَ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ .))

پھر مسکرا دیے، لوگوں نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی، بولے: ''ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی پابندیوں کے ساتھ سوار ہوئے اور اخیر میں مسکرا دیے، میں نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب بندہ علم ویقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔'' ❷

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

اتباع سنت میں تمام صحابہ کرام سے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بطور خاص ممتاز تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے سفر سے واپس آئے تو مسجد کے دروازے پر ناقہ کو بٹھا کر پہلے دو رکعت نماز

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الحصبة، رقم: ۲٦۱۰.

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب ما یقول الرجل اذا رکب، رقم: ۲٦۰۷۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

پڑھی، پھر گھر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی معمول کیا۔ ❶

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کعبہ کے صرف دونوں یمانی رکنوں یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے تھے، ایسے جوتے پہنتے تھے جن پر بال نہیں ہوتے، زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے اور لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے تھے، لیکن وہ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھتے تھے، جناب عبید بن جریج نے ان سے پوچھا کہ ''صرف آپ ہی کیوں ایسا کرتے ہیں؟ آپ کے اور اصحاب نہیں کرتے، بولے کہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے اس لیے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔'' ❷

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا تھا، عروہ بن الزبیر نے سن کر کہا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما منع کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے لگتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور لوگ کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے منع کیا ہے۔ ❸

نوٹ: ......حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اس قول کو نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ:

''اللہ سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو، اگر اس زمانے کے لوگوں کو دیکھتے تو کیا کہتے؟ ان کے سامنے جب کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: تو وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے لوگوں کے اقوال سے معارضہ کرتے ہیں۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت ہی نیچے درجے کے لوگ ہوتے ہیں۔'' ❹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتے ہوئے سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بات دین نہ بن سکی، افسوس صد افسوس! تو پھر فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور جعفری اور پیروں، علماء اور مروجہ فرقوں کی خلاف سنت بات کو حجت کیسے مانا جا سکتا ہے۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ١٩٦۔ صحیح مسلم، رقم: ١١٨٧۔ سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، رقم: ٢٧٨٢.
❷ سنن ابوداؤد، کتاب المناسك، رقم: ١٧٧٢.
❸ مسند أحمد: ٣٣٧/١.
❹ أعلام الموقعين: ٥٣٩/٣.

ائمہ کرام رحمہم اللہ کی نظر میں سنت کی اہمیت

نہ لو قولِ ائمہ گر حدیثوں سے ہو متصادم
امامانِ شریعت کی یہی ہم کو وصیت ہے!

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ :

(۱)...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ المتوفی ۱۵۰ھ ارشاد فرماتے ہیں:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثِ فَهُوَ مَذْهَبِیْ .)) [1]

''جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔''

فائدہ:...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس قول کے مطابق لوگوں کو اپنی آراء کی طرف دعوت دینے کی بجائے امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور ببانگ دُہل اعلان فرما رہے ہیں کہ میں اہل حدیث ہوں اور صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔
یہی وجہ ہے کہ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو مسح علی الجوربین کی حدیث مل گئی تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔

اور کون نہیں جانتا کہ صحیح معنوں میں اہل سنت والجماعت کے منہج پر عمل کرنے والے محدثین کرام ہی ہیں، جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد عبداللہ بن مبارک، امام مالک، شافعی، امام احمد، عبداللہ بن مبارک، امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابوداؤد وغیرہ۔ یہ سب ائمہ اہل حدیث کے نام سے ہی جانے پہچانے جاتے تھے۔ آج کے دور میں ان محدثین کے منہج کی حامل اہل حدیث جماعت ہی ہے جو کہ فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج کو اچھی طرح سمجھتی اور عمل کرتی ہے۔ اس کے علاوہ باقی تمام فرق نے قرآن وسنت، فہم و عمل

[1] ردّ المحتار علی الدر المختار، لابن عابدین: ۱/ ٦٨.

صحابہ کو چھوڑ کر ائمہ کرام، آباؤ اجداد اور اپنے اپنے علاقوں کی طرف نسبتیں کر رکھی ہیں جو کہ فرقہ بندی کی بدترین روش کی دلیل بین ہے۔

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی اپنی کتاب ''امام الکلام'' میں رقمطراز ہیں کہ:

''جو شخص انصاف کی نظر سے دیکھے گا اور تعصب سے جدا ہو کر فقہ و اُصول کے درمیان غوطہ زن ہوگا تو وہ یقیناً جان لے گا کہ اکثر فروعی و اصولی مسائل میں اہل حدیث کا مذہب من حیث الدلیل قوی اور راجح ہے، اور خود میں جب اختلاف کے راستوں پر چلتا ہوں تو اہل حدیث کو انصاف کے قریب پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ان کا کمال ہے اور وہی ان کا قدر دان ہے اور ان کی یہ شان کیوں کر نہ ہو جبکہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی وارث ہیں اور اس کی شریعت مبارکہ کے سچے نواب ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارا حشر ان کی جماعت میں کرے۔ اور ان کی محبت میں اور ان کے طریقہ پر ہمارا خاتمہ کرے۔ آمین ثم آمین!''

(۲)...... جامع ترمذی میں ہے: صالح بن محمد الترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابومقاتل سمرقندی سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں امام ابوحنیفہ کے پاس مرض الموت میں گیا، پس انہوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا، آپ جرابیں پہنے ہوئے تھے، پس آپ نے جرابوں پر مسح کیا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

((فَعَلْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ أَكُنْ أَفْعَلُهُ ، مَسَحْتُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ ، وَهُمَا غَيْرُ مُنَعَّلَيْنِ .))

''میں نے آج وہ کام کیا ہے جو پہلے نہیں کرتا تھا، وہ یہ کہ میں نے جرابوں پر مسح کیا ہے جو کہ منعلین نہیں ہیں۔'' [1]

فائدہ:...... اور اگر آج امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ زندہ ہو کر اس دُنیا میں تشریف لے آئیں اور لوگوں کو قرآن و سنت، فہم و عمل صحابہ کرام کی دعوت دیں، اپنی تقلید سے منع فرمائیں،

[1] سنن ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۹۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اس قول کو ''صحیح'' کہا ہے۔

جرابوں پر مسح کریں، اور اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے کے بجائے مستوی عرش ہونے کا عقیدہ رکھیں اور اسی کی لوگوں کو دعوت دیں، تو ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور کے مصداق، ظاہری طور پر آپ کی تقلید کا دم بھرنے والے ہی آپ کو اپنی مساجد سے باہر نکال دیں، جیسا کہ منہج اہل حدیث کے حاملین کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۳)......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول اس طرح ہے کہ:

((اِذَا قُلْتُ قَوْلاً یُخَالِفُ کِتَابَ اللّٰہِ وَخَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتْرُکُوْا قَوْلِیْ .)) [1]

”جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ دو۔“

فائدہ:......ان اقوال سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرآن و حدیث کو اپنی بات پر مقدم کرتے تھے، اور جو بات خلاف قرآن و سنت ہوتی، اس سے رجوع کر لیتے تھے، معلوم ہوا کہ امام صاحب تقلید شخصی کو ناجائز سمجھتے تھے، انہوں نے خود کسی شخصیت کی تقلید نہ کی اور نہ اسے جائز قرار دیا، بلکہ اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ کیونکہ وہ اس کو حرام سمجھتے تھے؟ ہم اس مقام پر مقلدین سے سوال کرتے ہیں کہ اگر آپ کے امام صاحب جن کی آپ تقلید کرتے ہیں، تقلید سے منع کرتے تھے، اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے تو آپ اس کام میں اپنے امام صاحب کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ اس سے پتا چلتا ہے کہ آپ اپنے امام صاحب کے سچے محبّ نہیں ہیں۔

(۴)......یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بانگ دُہل فرمایا:

((لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَاْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ اَخَذْنَاہُ)) [2]

---

[1] ایقاظ ھمم أولی الابصار، ص: ٥٠.

[2] الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، ص: ١٤٥ـ البحر الرائق: ٢٩٣/٦ـ تاریخ یحییٰ بن معین بحواله صفة صلاة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، ص: ٤٦.

''کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ ہماری بات کو لے۔ جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بات ہم نے کہاں سے لی ہے؟''

اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال کے مطابق دیکھیں تو قرآن وسنت کو وہ اپنا منہج سمجھتے تھے، اور موجودہ حنفی نماز تو کیا، حنفی نماز کی ایک رکعت کے مکمل مسائل بھی صحیح سند کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ امام الحرمین الجوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس صلاۃ کو امام ابوحنیفہ جائز کہتے ہیں (جو آپ کی طرف منسوب ہے)، اگر کسی عام آدمی کے سامنے پیش کی جائے تو وہ قبول نہ کرے، اور نماز دین کا ستون ہے۔'' [1]

اس پر مستزاد یہ کہ امام صاحب نبی، رسول اور معصوم نہیں تھے اور غلطی کے امکان کی وجہ سے لوگوں کو قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ لہٰذا مسائل نماز سیکھنے کے لیے اپنے ائمہ کی فقہوں کے بجائے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا لینا انتہائی ضروری ہے، وگرنہ نماز باطل ہوگی۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ:

(۱)......امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِیءُ وَاُصِیْبُ، فَانْظُرُوْا فِیْ رَاْیِیْ، فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَخُذُوْہُ، وَکُلُّ مَا یُخَالِفُ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَاتْرُکُوْہُ.)) [2]

''یقیناً میں ایک انسان ہوں، میری بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی، لہٰذا

---

[1] مغیث الخلق، ص: ٥٩.

[2] الجامع لابن عبدالبر: ٢/٣٢۔ أصول الاحکام لابن حزم: ٦/١٤٩۔ الایقاظ، ص: ٧٢۔ صفة صلاة النبی للألبانی، ص: ٤٨.

میری رائے میں نظر دوڑاؤ، اور جو بات تمہیں کتاب وسنت کے موافق لگے، اسے لے لو، اور جو کتاب وسنت کے مخالف ہو اسے ترک کرو۔''

(۲)...... امام مالک رحمہ اللہ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

((لَیْسَ اَحَدٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَیُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَیُتْرَكُ ، اِلَّا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .)) [1]

'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور ردّ بھی کی جاسکتی ہے، مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول ہی کیا جائے گا۔ ردّ نہیں کیا جاسکتا۔''

(۳)...... امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مجلس میں سنا: امام مالک رحمہ اللہ سے دورانِ وضوء پاؤں کی انگلیوں کے خلال سے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اہل مدینہ کا اس پر عمل نہیں ہے۔ عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں: میں نے امام مالک سے اس وقت بات نہ کی۔ جب مجلس برخواست ہوئی تو میں نے آپ سے عرض کیا: ہمارے پاس اس مسئلہ میں ایک سنت ہے۔ تو یہ سن کر انہوں نے کہا، وہ کیا ہے؟ پس میں نے لیث بن سعد اور عبداللہ بن لھیعہ اور عمرو بن حارث اور یزید بن عمرو المعافری از أبوعبدالرحمٰن کے طریق سے سند بیان کی کہ صحابی رسول مستورد بن شداد القرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدْلُكُ خِنْصَرَهٗ مَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ . فَقَالَ: ''اِنَّ هٰذَا الْحَدِیْثَ حَسَنٌ ، وَمَا سَمِعْتُ بِهٖ قَطُّ اِلَّا السَّاعَةَ . ثُمَّ سَمِعْتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ یُسْأَلُ ، فَیَأْمُرُ بِتَخْلِیْلِ الْاَصَابِعِ . '')) [2]

---

[1] ارشاد السالك، لابن عبدالهادی : ۱/ ۲۲۷۔ صفة صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص : ۴۹ .

[2] الجرح والتعدیل، لابن ابی حاتم: ۱، ۱/ ۳۱۔۳۲۔ امام مالک نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے تھے۔ تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ''بے شک یہ حدیث حسن ہے، اور میں نے آج سے پہلے یہ حدیث نہیں سنی۔'' جناب عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''پھر اس کے بعد جب بھی آپ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا، تو میں نے انہیں انگلیوں کے خلال کرنے کا فتویٰ دیتے سنا۔''

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ حدیث رسول اللہ ﷺ سن کر اپنی بات پر ڈٹے نہیں رہتے تھے، بلکہ حدیث کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے تھے۔ پس ان سے تقلید شخصی کے جواز کا نظریہ محض باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ اور یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ بڑے سے بڑے اہل علم سے بھی حدیث کی نص مخفی رہ سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ اپنی تقلید سے منع کیا کرتے تھے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

(ا)...... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى مَنْ اِسْتَبَانَ لَهُ سُنَّةٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَدَعَهَا لِقَوْلِ اَحَدٍ .)) [1]

''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کسی کے لیے رسول مقبول ﷺ کی سنت واضح ہو جائے تو اس کے لیے حلال نہیں کہ اسے کسی کے قول کی وجہ سے چھوڑ دے۔''

کیا جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کا دَم بھرتے ہیں، اور ایک امام کی تقلید کرتے ہیں، باقی

[1] الایقاظ، ص: ٦٨.

تینوں کو چھوڑ دیتے ہیں، بلکہ اس عقیدہ کے حامل لوگوں نے باقی تینوں کے ماننے والوں کے پیچھے بیت اللہ شریف میں آٹھ صدیوں تک نمازیں بھی نہ پڑھیں، اور اس سے بھی بڑھ کر مقلدین ائمہ یعنی حنفیوں، مالکیوں، شافعیوں اور حنبلیوں نے آپس میں شدید جنگیں لڑیں اور بڑی قتل و غارت کی۔ ایسے ہی فی زمانہ مقلدین آپس میں ایک دوسرے کو کافر و مشرک قرار دے کر لعن وطعن کرتے ہیں۔ اور کیا امام شافعی کے اس قول کی روشنی میں اجماع اُمت کا عملاً انکار کرتے نظر نہیں آتے۔

(۲)......مزید فرمایا:

((اِذَا وَجَدْتُّمْ فِیْ کِتَابِیْ خِلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَدَعُوْا مَا قُلْتُ .)) [1]

''جب تم میری کتاب میں کوئی خلاف سنت بات دیکھو تو تم رسول کریم ﷺ کی سنت کو اختیار کرو، اور میری بات کو چھوڑ دو۔''

(۳)......ایک اور روایت میں ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا وَجَدْتُّمْ سُنَّةً فَاتَّبِعُوْهَا وَلَا تَلْتَفِتُوْا اِلٰى قَوْلِ اَحَدٍ .)) [2]

''جب تم کوئی سنت پاؤ تو اس کی پیروی کرو اور کسی کے بھی قول کی طرف نہ دیکھو۔''

(۴)......ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

((اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ .)) [3]

''جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے، پس وہی میرا مذہب ہے۔''

---

[1] تاریخ مدینه دمشق: ۵۱/ ۳۸۶.

[2] تاریخ مدینه دمشق: ۵۱/۳۸۶۔ حلیة اولیاء: ۹/ ۱۱۴.

[3] المجموع شرح المذهب: ۱/ ۱۰۴.

(۵)......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک دن مجھ سے کہا:

''تمہارے پاس حدیث اور اسماء الرجال کا علم مجھ سے زیادہ ہے۔ پس جب بھی کوئی صحیح حدیث ملے تو مجھے بتاؤ، خواہ وہ حدیث کوفی، بصری یا شامی ہو، تا کہ میں اسے اپنا مذہب قرار دوں۔'' ❶

(۶)......اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک اور عظیم الشان فرمان ہے کہ:

''جب میں کوئی صحیح حدیث بیان کروں اس پر عمل نہ کروں تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ اس وقت میری عقل زائل ہو چکی ہوگی۔'' ❷

(۷)......امام شافعی رحمہ اللہ اتباعِ سنت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے، اور اپنی تقلید سے منع کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

''میری کوئی بھی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے خلاف ہو تو حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق اتباع ہے۔'' ((فَلاَ تُـقَلِّدُوْنِی .)) ''پس میری تقلید نہ کرنا۔'' ❸

(۸)...... امام شافعی رحمہ اللہ کی حدیث سے بہت زیادہ محبت تھی۔ امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے:

((مَا رَأَیْتُ اَحدًا اَتْبَعَ لِلْحَدِیْثِ مِنَ الشَّافِعِیِّ .)) ❹

''میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے زیادہ متبع حدیث کسی کو بھی نہیں پایا۔''

(۹)......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

((إِذَا اصَحَّ الْـحَدِیْثُ وَقُلْتُ قَوْلًا فَاَنَا رَاجِعٌ عَنْ قَوْلِی وَقَائِلٌ بِذَلِكَ .))❺

---

❶ تاریخ مدینہ دمشق: ۵۱/ ۳۸۶. ❷ تاریخ مدینة دمشق: ۵۱/ ۳۸۶.

❸ تاریخ مدینہ دمشق: ۵۱/ ۳۸۶۔ حلیة الاولیاء: ۹/ ۱۱۳. ❹ حلیة اولیاء: ۹/ ۱۱۴.

❺ حلیة الأولیاء: ۹/۱۰۷۔ إعلام الموقعین: ۲/۳۶۳ بمعناه.

''میری جو بات صحیح حدیث کے خلاف ہو، میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔''

(۱۰)......اسی طرح حرملہ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا: ''مجھے بغداد میں ناصر الحدیث کا لقب دیا گیا ہے۔'' یعنی حدیث کی مدد کرنے والا۔ ❶

قارئین کرام! ائمہ ثلاثہ یعنی مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ اہل سنت اور اہل حدیث کے نام سے معروف تھے۔ اس پر یہ اقوال شاہد عدل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی قرآن وسنت، فہم وعمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ محدثین کے منہج پر اہل سنت والجماعت کے گروہوں میں سے صرف جماعت اہل حدیث ہی ہے جو کہ اس پر عمل پیرا ہے اور وہی محدثین کے صحیح معنوں میں وارث ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ :

کہتے ہیں ابوحنیفہ شافعی صحیح حدیث ہے مذہب ہمارا
ہے قول احمد مالک نہ کرو تقلید یہ ہے منہج ہمارا

(۱)......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ عَلٰى شَفَا هَلَكَةٍ .)) ❷

''جس نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کو ردّ کیا تو وہ شخص ہلاکت کے دھانے پر ہے۔''

(۲)......اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی تقلید سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَا تُقَلِّدْنِيْ ، وَلَا تُقَلِّدْ مَالِكًا وَلَا الشَّافِعِيَّ وَلَا الْاَوْزَاعِيَّ وَلَا الثَّوْرِيَّ ، وَخُذْ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا .)) ❸

''تم میری تقلید نہ کرنا، اسی طرح مالک، شافعی، اوزاعی اور سفیان ثوری رحمہم اللہ

---

❶ حلیة اولیاء: ۹/ ۱۱۴. ❷ صفة صلاة النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص: ۵۳.

❸ الایقاظ، ص: ۱۱۳.

کی تقلید نہ کرنا۔ بلکہ مسائل وہاں سے حاصل کرنا، جہاں سے ان ائمہ نے اخذ کیے ہیں۔یعنی کتاب وسنت سے۔''

(۳)......اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

((لَا تُقَلِّدْ دِيْنَكَ اَحَدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ، مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ، فَخُذْ بِهٖ، ثُمَّ التَّابِعِيْنَ مُخَيَّرًا .)) [1]

'' تم اپنے دین میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، جو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو، اسے قبول کرو۔ رہے تابعین عظام رحمہم اللہ تو تمھیں ان کے اقوال کو قبول وردّ کرنے کا اختیار ہے۔''

(۴)......ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

((رَأْيُ الْاَوْزَاعِيْ، وَرَأْيُ مَالِكٍ، وَرَأْيُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ كُلُّهٗ رَأْيٌ، وَهُوَ عِنْدِيْ سَوَاءٌ وَاِنَّمَا الْحُجَّةُ فِيْ الْآثَارِ .)) [2]

'' امام اوزاعی، امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کی رائے تو رائے ہی ہے۔ میرے نزدیک ان کا درجہ حجت نہ ہونے میں برابر ہے۔ دلیل و حجت تو صرف احادیث وآثار ہیں۔''

فائدہ:......ابن رُشد نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''بدایۃ المجتہد'' میں ایسے ہزاروں مسائل پیش کیے ہیں کہ جن میں فقہ حنفی، مالکی، شافعی اور فقہ حنبلی کا آپس میں زبردست اختلاف وتناقض ہے، لہٰذا حق بات یہی ہے کہ اہل سنت والجماعت کے منہج پر جس امام کی بات قرآن وسنت کے عین مطابق ہو وہ لے لی جائے، اور باقی فقہاء کی آراء چھوڑ دی جائیں، یہی صراطِ مستقیم اور تقویٰ کی راہ ہے۔ اس طرز سے ائمہ کرام کی شان ومرتبہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، کیونکہ اسی منہج پر انھوں نے اپنی زندگیاں بسر کیں۔ وگرنہ انسان قرآن و

---

[1] مسائل الامام احمد لابی داؤد، ص: ۲۷۶، ۲۷۷ بحوالہ صفة صلاة النبیؐ، ص: ۵۳.

[2] جامع بیان العلم، لابن عبد البر: ۲/ ۱۴۹.

سنت کی راہ سے منحرف ہوجائے گا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اور خیانت کا ارتکاب کر بیٹھے گا۔

امام زفر (شاگرد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ):

آپ فرماتے تھے:

((إِنَّمَا نَأْخُذُ بِالرَّأْيِ إِذَا لَمْ نَجِدْ الْاَثَرَ فَإِذَا جَاءَ الْأَثْرُ، تَرَكْنَا الرَّأْيَ وَنَعْمَلُ بِالْأَثْرِ.)) [1]

''ہم رائے پر اس وقت عمل کرتے ہیں، جب ہمیں حدیث نہیں ملتی، جب حدیث مل جائے تو ہم رائے کو چھوڑ کر حدیث رسول ﷺ پر عمل کرتے ہیں۔''

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ:

امام عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

((وَقَدْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِطَاعَتِهِ وَإِتِّبَاعِهِ أَمْرًا مُطْلَقًا مُحملًا وَلَمْ يُقَيِّدْ بِشَيْءٍ وَلَمْ يَقُلْ مَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الزَّيْغِ.)) [2]

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی اطاعت کا مطلقاً حکم فرمایا، اور اسے کسی چیز سے مقید نہیں کیا ہے، اور اللہ نے یہ بھی نہیں کہا کہ نبی کی بات تم اس وقت مانو جب وہ اللہ کی کتاب کے موافق ہو جس طرح کہ بعض کج رو کہتے ہیں۔''

فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

فخر الدین رازی آیت کریمہ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا ہے کہ کوئی آدمی مومن ہو ہی نہیں سکتا، جب تک کہ اس کے اندر مندرجہ ذیل شرطیں نہ پائی جائیں:

(الف)......رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے راضی ہونا۔

---

[1] لسان المیزان: ۱/۲۸۰۔ [2] جامع بیان العلم: ۲/۱۹۰۔

(ب)...... دل میں اس بات کا یقین رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہی برحق ہے۔

(ج)...... رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو قبول کرنے میں ذرا سا بھی تردد سے کام نہ لینا۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر صحیح حدیث اس آیت کے ضمن میں آتی ہے، اور ہر وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے، اس پر واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر صحیح حدیث کو قبول کرے، اور مذہبی تعصب کی وجہ سے کسی حدیث کو ردّ نہ کرے، ورنہ اس آیت میں مذکور وعید اس کو بھی شامل ہوگی۔" (تفسیر کبیر للرازی، تحت الآیة)

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"تم بہتوں کو دیکھو گے کہ جب کوئی حدیث امام کے قول کے موافق ہوتی ہے جس کی وہ تقلید کرتا ہے، اور اس کے راوی کا عمل اس کے خلاف ہوتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ دلیل راوی کی روایت ہے، اس کا عمل نہیں۔ اور جب راوی کا عمل اس کے امام کے قول کے موافق ہوتا ہے، اور حدیث اس کے خلاف ہوتی ہے، تو وہ کہتا ہے کہ راوی نے اپنی روایت کی مخالفت اس لیے کی ہے کہ یہ حدیث اس کے نزدیک منسوخ ہوگئی ہے، ورنہ اس کی یہ مخالفت اس کی عدالت کو ساقط کردیتی۔ اس طرح وہ لوگ اپنے کلام میں ایک ہی جگہ اور ایک ہی باب میں بدترین تناقض کے مرتکب ہوتے ہیں، لیکن ہمارا ایمان یہ ہے کہ صحیح حدیث آجانے کے بعد اُمت کے لیے اُسے چھوڑنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔" [1]

---

[1] اعلام الموقعین.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''قرآن وسنت اور اجماع کے ذریعہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اللہ نے بندوں پر اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کو فرض کیا ہے، اوامر ونواہی میں اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اس اُمت پر کسی کی اطاعت کو فرض نہیں کیا ہے۔ اسی لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے سب سے افضل انسان تھے) کہا کرتے تھے کہ میں جب تک اللہ کی اطاعت کروں، تم لوگ میری اطاعت کرو، اور اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو تم لوگ میری اطاعت نہ کرو۔ تمام علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی معصوم نہیں، اسی لیے بہت سے ائمہ کرام نے لکھا ہے کہ ہر آدمی کی کوئی بات لی جائے گی اور کوئی چھوڑ دی جائے گی، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہی وجہ تھی کہ فقہی مذاہب کے چاروں اماموں نے لوگوں کو ہر بات میں اپنی تقلید کرنے سے منع فرمایا تھا۔'' (بحوالہ تیسیر الرحمن، ص : ۲۷۲۔۲۷۳)

کیا ان اقوال کے بعد ائمہ کرام رحمہم اللہ پر یہ بہتان لگانا درست ہے کہ یہ عظیم ہستیاں اسلامی نماز میں طریقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر کے اپنے اپنے طرز کی طرف بلاتے رہے ہوں گے؟ سبحان اللہ! آج لوگ ائمہ کی تقلید کو اتباع رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ترجیح دے رہے ہیں۔ اور امت مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ امت مسلمہ کے افتراق، انتشار اور باہمی جنگ وجدال کے ذمہ دار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کی توفیق بخشے ؎

گر نہیں تجھ میں جستجوئے حق کا ذوق و شوق
امتی کہلا کر پیغمبر کو تو رسوا نہ کر
ہے فقط توحید و سنت امن و راحت کا طریق
فتنۂ جنگ و جدل تقلید سے پیدا نہ کر

باب نمبر 2

مسنون نمازِ تراویح اور اس کے مسائل

تراویح کا معنی ومفہوم:

لفظ تراویح علما محدثین کے ہاں ایک اصطلاحی نام ہے۔ احادیث رسول ﷺ میں اس کے لیے ''قیام رمضان، صلوۃ فی رمضان، قیام اللیل، صلاۃ التہجد اور صلوٰۃ اللیل'' وغیرہ ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس نماز تراویح کا نبی مکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ تین دن قیام کیا تھا۔ یہ بات احناف کے ہاں بھی مسلم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذوق دیکھا کہ وہ کثرت کے ساتھ اس نماز میں شریک ہو رہے ہیں، تو آپ نے جماعت کو ترک کر دیا اور ارشاد فرمایا:

((خَشِيْتُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ)) [1]

''مجھے تم پر ''صلاۃ اللیل'' کی فرضیت کا ڈر ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے:

((وَلَـكِـنِّـي خَشِيْـتُ أَنْ تُـفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا)) [2]

''میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر صلاۃ اللیل فرض نہ ہو جائے، اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب اذا کان بین الامام وبین القوم حائط او سترۃ، رقم: ۷۲۹.

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، رقم: ۷۶۱/۱۷۸۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۲۲۰۷.

علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((خَشِيتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ اللَّيْلِ)) [1]

''مجھے تم پر ''قیام اللیل'' کے فرض ہونے کا خدشہ ہے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی مسند میں یہ الفاظ روایت کرتے ہیں کہ:

((مخافة أَنْ يُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ هَذَا الشَّهْرِ)) [2]

''تم پر اس ماہ، یعنی رمضان کے قیام کی فرضیت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں۔''

قارئین کرام! مذکورہ بالا روایات میں غور فرمائیں کہ ان میں نماز تراویح کے لیے ''صلاۃ اللیل، قیام اللیل'' وغیرہ جیسے الفاظ ہی استعمال ہوئے ہیں۔ پس قیام اللیل کی تعداد میں مروی تمام صحیح احادیث نبویہ تعدادِ تراویح پر دلالت کناں ہیں۔

محدثین نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث پر ''قیام رمضان اور صلاۃ التراویح'' کے ابواب باندھے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ''كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان'' کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ذکر کر کے واضح کر دیا کہ اس کا تعلق نمازِ تراویح کے ساتھ ہے۔ ایسے ہی امام بیہقی نے اپنی سنن (٤٩٥/٢، ٤٩٦) پر ''باب ما روى في عدد ركعات القيام في شهر رمضان'' اور (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد) محمد بن حسن الشیبانی نے اپنی مؤطا میں (ص:١٤١) پر ''باب قيام شهر رمضان وما فيه في الفضل'' قائم کیا ہے۔ چنانچہ مولانا انورشاہ کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

((وَلَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيمِ أَنَّ التَّرَاوِيحَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ ثَمَانِيَةَ رَكْعَاتٍ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيْ رِوَايَةٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

---

[1] شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلوة، باب القيام في شهر رمضان هل هو في المنازل أفضل أم مع الامام : ٢٤٢/١.

[2] مسند احمد: ١٨٣/٦، رقم: ٢٤٩٦٨.

صَلَّى التَّرَاوِيْحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلَى حِدَةٍ فِيْ رَمَضَانَ .)) ❶

”یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ رسول کریم ﷺ کی تراویح آٹھ رکعات تھیں۔ اور کسی روایت سے ثابت نہیں کہ آپ نے تراویح اور تہجد کو رمضان میں علیحدہ علیحدہ پڑھا ہو۔“

اور فیض الباری (۲/۴۲۰) میں فرماتے ہیں: کہ میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ دونوں ایک ہی نماز ہے۔

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں:

”یہ صحیح بخاری ومسلم کی روایت ہے اور صحیح احادیث سے نبی کریم ﷺ کی نماز تراویح آٹھ رکعات ثابت ہے، اور سنن الکبریٰ میں بیس رکعات والی روایت ضعیف سند کے ساتھ ابوشیبہ سے آئی ہے، جو کہ باتفاق ضعیف ہے......“ ❷

مولانا عبدالحق دہلوی اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی رمضان میں نماز وہی گیارہ رکعات ہی تھیں کہ جو عام حالات میں ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ ❸

مولانا قاسم نانوتوی دیوبندی حیاتی، ماتریدی، اشعری صاحب لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جو گیارہ رکعات مع وتر ثابت ہیں، وہ بیس سے زیادہ معتبر ہیں۔ ❹

پس اگر تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ دو نمازیں ہوتیں تو رمضان میں ان کے الگ الگ پڑھنے کا آپ ﷺ سے کوئی ثبوت ملنا چاہیے تھا۔ جبکہ ایسا قطعی نہیں ہے۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ جو گیارہ رکعات عام دنوں میں تہجد کے طور پر پڑھتے تھے، وہی گیارہ رکعات رمضان میں بطور تراویح کے ادا کرتے تھے۔ فرق ان کے اوقات کا اور قیام

---

❶ العرف الشذی: ۱/۱٦٦. ❷ العرف الشذی: ۱/۱۰۱.

❸ تراویح کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں، ص: ۱٦.

❹ لطائف قاسمیہ، مکتوب سوئم، ص: ۱۸۔ تراویح کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں، ص: ۱٦.

میں طوالت کا تھا۔ ابوداؤد وغیرہ میں روایت موجود ہے کہ جس میں آپ ﷺ کے تین راتوں میں جماعت کرانے کا تذکرہ ہے، اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ آپ نے اسی نمازِ تراویح کو رات کے تین حصوں میں پڑھا اور تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے اخیر رات تک اپنے عمل سے بتادیا جس میں تہجد کا وقت آ گیا۔ یہی بات مولوی عبدالحی لکھنوی حنفی نے اپنے فتاویٰ اُردو (۱/ ۴۲۹) پر رقم کی ہے۔

قیام اللیل کی فضیلت:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

”جس شخص نے رمضان المبارک کا قیام ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کردیے گئے۔“

قیام اللیل کرنے والا روزِ قیامت صدیقین اور شہداء میں سے اٹھایا جائے گا:

سیّدنا عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَصَلَّيْتُ الْخَمْسَ، وَأَدَّيْتُ الزَّكٰوةَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَقُمْتُهُ فَمِمَّنْ أَنَا؟ قَالَ: مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ .)) ❷

”ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اُس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتائیں گے کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور میں پانچ نمازیں ادا کروں، زکوٰۃ دوں، رمضان کے روزے رکھوں اور اس کا قیام کروں تو میں کن

---

❶ صحیح بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، رقم: ۲۰۰۹.

❷ مسند بزار: ۱/ ۲۲، رقم: ۲۵۔ موارد الظمآن، رقم: ۱۹۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

لوگوں میں سے ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں سے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴾ (الذاریات: ١٥ ـ ١٨)

”بے شک پرہیز گار لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ اُن کا رب انہیں جو دے گا اُسے لے رہے ہوں گے، بے شک وہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) نیک کام کرنے والے تھے۔ وہ راتوں میں کم سوتے تھے۔ اور صبح کے وقت اپنے رب سے مغفرت طلب کرتے تھے۔“

وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

اللہ تعالیٰ نے سورت مزمل میں نبی کریم ﷺ کو پہلے نماز کا، پھر دعوت کی راہ میں اپنی قوم کی طرف سے آنے والی اذیتوں کو برداشت کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝﴾ (المزمل: ١ ـ ٢)

”اے چادر اوڑھنے والے۔ رات کو تہجد پڑھا کرو مگر تھوڑی رات۔“

قیام اللیل اہل ایمان کی صفت ہے:

اللہ نے اہل ایمان کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ راتوں کو قیام کرتے ہیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ۝﴾ (الفرقان: ٦٤)

”اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں۔“

مومنین مخلصین کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اسی لیے جب اس کا وقت آتا ہے تو ان کے پہلوؤں کو بستروں سے دشمنی ہو جاتی ہے، فوراً اٹھ بیٹھتے ہیں اور وضو کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور سجدے

میں جا کر اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے الہ العالمین! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے اور جنت میں داخل کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۱۶ ﴾ (السجدہ: ۱۶)

''ان کے پہلو اپنے بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم صادر فرمایا:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝۷۸ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝۷۹ ﴾ (بنی اسرائیل: ۷۸۔۷۹)

''آپ زوالِ آفتاب کے وقت سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجیے، اور فجر کی نماز میں قرآن پڑھیے، بے شک فجر میں قرآن پڑھنے کا وقت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہوتا ہے۔ اور رات کے کچھ حصے میں نمازِ تہجد میں قرآن پڑھیے۔ یہ آپ کے لیے زائد نماز ہوگی۔ اُمید ہے کہ آپ کا رب آپ کو ''مقامِ محمود'' پر پہنچادے گا۔''

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''نمازِ پنجگانہ کے بعد اس آیت کریمہ میں آپ کو نمازِ تہجد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نماز آپ پر اس لیے واجب کی گئی تھی، تاکہ آپ کے درجات بلند ہوں، ورنہ آپ کے تو اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیئے گئے تھے۔ دیگر مسلمانوں کے لیے یہ مستحب ہے۔ نمازِ پنجگانہ اور نوافل کی ادائیگی پر اللہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ کریمانہ وعدہ کیا ہے کہ ان کا رب انھیں ''مقامِ محمود'' یعنی شفاعت کبریٰ کی اجازت مرحمت فرمائے گا۔'' (تیسیر الرحمن: ۸۲۱/۱)

قیام اللیل نفس انسانی کو سدھارتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرمایا کہ آپ رات کے وقت نماز پڑھیے اور اس میں قرآن کی تلاوت کیجیے، اس لیے کہ رات کے وقت ماحول پُرسکون ہوتا ہے، مخلوق سوئی ہوتی ہے اور ساری آوازیں خاموش ہوتی ہیں، اُس وقت کان، آنکھ، دل اور زبان کے درمیان پورا توافق ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسے وقت میں جب آپ نماز کے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر قرآن کی تلاوت کیجیے گا تو آپ کی قرات زیادہ حضور قلب کے ساتھ ہوگی اور آپ کے دل و دماغ پر اس کا گہرا اثر پڑے گا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝٦ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝٧﴾ (المزمل: ٦-٧)

''بے شک رات کا اٹھنا نفس کو خوب کچل دیتا ہے، اور قرآن سمجھنے کے لیے زیادہ مناسب وقت ہے۔ بے شک دن کے وقت آپ کی بڑی مصروفیات ہوتی ہیں، اور آپ اپنے رب کا نام لیتے رہیے۔ اور اس کی طرف ہمہ تن اور یکسو ہوکر متوجہ ہوجایئے۔''

قیام اللیل دخولِ جنت کا سبب ہے:

عَن عبدِ اللّٰهِ بنِ سلام رضی اللہ عنہ ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدخُلُوا الجَنَّةَ بِسَلَامٍ.)) [1]

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں، (اس طرح) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ گے۔''

[1] سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب أفشوا السلام وأطعموا الطعام، رقم: ٢٤٨٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

ترغیب قیام اللیل کے لیے مزید احادیث:

عَنْ أبي هُريرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ ، شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ ، وَأَفْضَلُ الصَّلاةِ بَعْدَ الفَرِيضَةِ ، صَلاةُ اللَّيْلِ .)) ❶

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ، اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے، اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز، رات کی نماز ہے۔''

عَنْ سالِمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ بنِ الخَطَّاب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الرَّجلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَو كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ .)) قَالَ سالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا . ❷

سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اپنے باپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر یہ رات کو نماز پڑھے (تو زیادہ بہتر ہے)'' سیدنا سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد (میرے والد) عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ ، فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَىٰ نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ

❶ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم، رقم: ۱۱۶۳.

❷ صحيح بخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عبدالله بن عمر رضى الله عنهما، رقم: ۳۷۳۹ـ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فضائل عبدالله بن عمر، رقم: ۲۴۷۸ أيضًا.

الماءَ .)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر عبادت کرے اور نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے، اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وأَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ اِمْرَأَتَهُ، فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ .)) ❷

سیدنا ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب آدمی رات کو بیدار ہو کر اپنی اہلیہ کو بھی بیدار کرے اور دونوں دو رکعت نماز پڑھیں۔ تو ان دونوں کو ذاکرین اور ذاکرات (بہت زیادہ ذکر کرنے والوں) میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ، يَقُوْلُ: ((إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً، لا يُوافِقُهَا رَجُلٌ مُسلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ تعالى خيرًا من أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَذٰلِكَ كلَّ لَيْلَةٍ .)) ❸

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے

---

❶ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الحث على قيام الليل، رقم: ١٤٥٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الحث على قيام الليل، رقم: ١٤٥١۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء، رقم: ٧٥٧.

سنا: ''رات میں ایک گھڑی ہے جس مسلمان آدمی کو وہ میسر آجائے، اور وہ اس میں دنیا اور آخرت کے معاملے میں کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔''

عَنْ عبدِاللّٰهِ بنِ عَمْرِو بنِ العَاصِ رضی اللہ عنہما ، قَالَ: رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاؤُدَ ـ عَلَيْهِ السَّلَام ـ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَومًا .)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سب سے زیادہ محبوب روزہ اللہ کو داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات سوتے تھے، اس کے تیسرے حصے میں عبادت کے لیے اٹھ جاتے، اور اس کے چھٹے حصے میں (پھر) سو جاتے، اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے۔''

قیام اللیل میں دعا کرنے کا ثواب:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ . يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَلَهُ؟)) [2]

''ہمارا رب تبارک تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے جس وقت رات کا آخری حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ اعلان فرماتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارے

---

[1] صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب من نام عند السحر، رقم: ١١٣١ ـ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى عن صوم الدهر لمن تضر به ...... رقم: ١١٥٩/١٨٩.

[2] صحيح بخارى، كتاب التهجد، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، رقم: ١١٤٥ ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب فى الدعاء، رقم: ٧٥٨.

میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں؟ کون ہے جو مجھ سے گناہ کی معافی مانگے میں اسے معاف کردوں؟''

قیام اللیل محبت الٰہی کا ذریعہ ہے:

قیام اللیل چونکہ نفلی عبادت ہے، اور نوافل بندے کو اس کے رب کے اتنا قریب کردیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی موجود ہے۔ مظہر خلق عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ ، بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ .)) [1]

''اور میرا بندہ جن جن عبادات سے میرا قرب چاہتا ہے اور کوئی عبادت مجھے اس سے زیادہ پسند نہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتوں کے ذریعے میرے اتنا قریب ہوجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔''

قیام اللیل خیر و بھلائی کا دروازہ ہے:

قیام اللیل خیر کا دروازہ ہے۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تجھے بھلائیوں کے دروازے نہ بتاؤں؟ سن لیجیے روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کو نفل ادا کرنا۔''

بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَ

[1] صحيح بخاری، كتاب الرقاق، باب التواضع، رقم : ٦٥٠٢.

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾ (السجدہ: ۱۶ تا ۱۷)

''رات میں ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو اس کے عذاب سے ڈر سے اور اس کی جنت کے لالچ میں پکارتے ہیں، اور ہم نے انھیں جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اُس کے نیک اعمال کے بدلے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کون سی نعمتیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔'' [1]

قیام اللیل اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا نام ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام اللیل سے والہانہ شیفتگی اور اس کے اہتمام کا اندازہ فرمایئے گا کہ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جایا کرتے، اُنھیں ورم پڑ جاتا۔ چنانچہ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

((قَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟)) [2]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک کو ورم پڑ جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

قیام اللیل انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے:

نماز نفسِ انسانی کے اندر تقویٰ کی روح پیدا کرتی ہے۔ اور نماز تہجد بھی اسی میں شامل

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ۲۶۱۶۔ مسند أحمد: ۵/۲۳۱، رقم: ۲۲۰۱۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۸۳۶.

ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ﴾ (الانعام : ۷۲)

''اور یہ کہ نماز قائم کرو، اور تقویٰ اختیار کرو۔''

قیام اللیل انابتِ الٰہی کا ذریعہ ہے:

پس نمازِ تہجد کا اہتمام کرنے والا اپنے رب کے اوامر کی پابندی کرنے لگتا ہے، اور نواہی سے اجتناب کرتا ہے، راتوں کو کم سوتا ہے، یعنی رات کا بیشتر حصہ نمازِ تہجد میں گزارتا ہے، اور جب صبح کے وقت اٹھتا ہے تو نیند کی قلت اور نمازِ تہجد کی کثرت کے باوجود، اسے احساس ہوتا ہے کہ جیسے اس کے گناہ اور جرائم بہت ہیں، اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور توبہ واستغفار میں مشغول ہوجاتا ہے:

﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾

(الذاریات : ۱۷، ۱۸)

''وہ راتوں میں کم سوتے تھے، اور صبح کے وقت اپنے رب سے مغفرت طلب کرتے تھے۔''

قیام لیلۃ القدر کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝﴾ (القدر : ۱)

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔''

اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .)) [1]

''جس شخص نے ایمان اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کیا اس کے سابقہ

[1] صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ۳۷.

تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے۔‘‘

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام کو خواب میں لیلۃ القدر (رمضان المبارک کے) آخری سات دنوں میں دکھائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِی السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْهَا فَلْیَتَحَرَّهَا فِی السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ .)) [1]

’’میں دیکھتا ہوں کہ تمھارے خواب (لیلۃ القدر کے بارے میں) آخری سات دنوں میں متفق وموافق ہوگئے ہیں۔ پس جو لیلۃ القدر کی تلاش وجستجو کرنا چاہتا ہو وہ اس کو آخری سات دنوں میں تلاش کرے۔‘‘

قیام اللیل میں استفتاح کی دعائیں:

1 ...... ((وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ . إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِيْ وَمَحْیَايَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ . اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ . أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ . ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِیْعًا ، إِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ . وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ ، لَا یَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَیِّئَهَا ، لَا یَصْرِفُ عَنِّيْ سَیِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ . لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ کُلُّهٗ فِيْ یَدَیْكَ . وَالشَّرُّ لَیْسَ إِلَیْكَ . أَنَا بِكَ وَإِلَیْكَ ، تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَیْكَ .)) [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، رقم: ۲۰۲۳.

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم الحدیث: ۱۸۱۲.

''میں نے اپنے چہرے کو اس ذاتِ اقدس کی طرف بالکل یک طرفہ ہو کر پھیر لیا ہے کہ جس نے تمام آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا ہے، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی (عقیدے) کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں اطاعت اختیار کرنے والوں میں سب سے مقدم ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ۔ میں اپنے آپ پر زیادتی (ظلم) کر بیٹھا ہوں، جبکہ میں اپنے گناہ کا اعتراف بھی کرتا ہوں۔ پس اے اللہ! تو میرے تمام گناہ معاف کر دے۔ اس لیے کہ بلاشبہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ اور مجھے سب سے اچھے اخلاق کی راہنمائی فرما، تیرے سوا اچھے اخلاق کی طرف کوئی بھی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور برے اخلاق مجھ سے ہٹا دے، کیونکہ مجھ سے برے اخلاق تیرے سوا کوئی نہیں پھیر سکتا۔ پوری سعادت مندی کے ساتھ، اے اللہ! میں حاضر ہوں اور بھلائی سب کی سب تیرے ہاتھ میں ہے جبکہ برائی (کی نسبت) تیری طرف نہیں ہو سکتی۔ میں تجھ پر (مکمل بھروسہ کیے ہوئے ہوں) اور تیری ہی طرف (متوجہ) ہوں۔ تو بابرکت اور بلند ہے۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف (توبہ کے لیے) متوجہ ہوں۔''

❷ ...... اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام اللیل میں نماز کا افتتاح یوں فرماتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ، فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ

بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ .)) ❶

'اے اللہ! اے جبریل و میکائیل اور اسرافیل کے رب! تمام آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمانے والے، غائب اور حاضر کو جاننے والے۔ اپنے بندوں کے درمیان تو ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا، جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ حق کی جن باتوں میں اختلاف ہو گیا ہے تو اپنے حکم کے ساتھ مجھے حق کی ہدایت نصیب فرمادے۔ اس لیے کہ بلاشبہ تو ہی سیدھی راہ (صراط مستقیم) کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔''

قیام اللیل میں رکوع کا بیان:

'' اَللّٰهُ اَكْبَرُ '' کہتے ہوئے رکوع کرے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھائے، اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھے، اور ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ .)) کہے۔ مذکورہ دعا کا تین مرتبہ یا اس سے زیادہ پڑھنا سنت ہے۔ ❷

قیام اللیل میں رکوع کے ضروری مسائل:

① حالت رکوع میں پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھا جائے۔ ❸

② سر نہ زیادہ نیچے ہو اور نہ زیادہ اونچا۔ ❹

③ ہتھیلیاں گھٹنوں پر یوں رکھی ہوئی ہوں کہ گویا ان کو پکڑا ہوا ہو۔ ❺

④ کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا۔ ❻

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المسافرین، رقم الحدیث: ۱۸۱۱.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۸۹، ۸۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۰، ۳۹۲، ۷۷۲۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، رقم: ۲۶۱.

❸ صحیح سنن ابوداؤد، تفریع ابواب الصفوف، رقم: ۸۵۵.

❹ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤۹۸.

❺ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۲۸.

❻ صحیح سنن ابوداؤد، ابواب تفریع استفتاح الصلاۃ، رقم: ۸٦۳.

﴿۵﴾ بازوؤں کو کمان کی تانت کی طرح سیدھا رکھنا۔ ❶

قیام اللیل میں رکوع کی مزید دعائیں:

(i) سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصَبِي .)) ❷

''اے اللہ! میں تیرے ہی لیے جھکا ہوں، تجھ ہی پر ایمان لایا اور تیرا ہی اطاعت گزار ہوا۔ تیرے ہی لیے ڈر کر میرے کان، آنکھیں، میرا دماغ، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے عاجز ہوگئے ہیں۔''

(ii) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں اکثر کہتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي .)) ❸

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

(iii) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کہتے تھے:

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ ، رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوحِ .)) ❹

''بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا رب۔''

(iv) سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں کہتے تھے:

---

❶ صحیح سنن ابوداؤد، ابواب تفریع استفتاح الصلاۃ، رقم: ۸۳٤.

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۸۱۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹٤، ۸۱۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤۸٤.

❹ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ٤۸۷.

((سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ)) [1]

''پاک ہے وہ اللہ جو بڑی طاقت اور بادشاہی والا ہے، وہ بہت بڑائی والا اور صاحب عظمت ہے۔''

(v) حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں فرماتے:

((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ .)) [2]

''اے اللہ! تیرے ہی لیے پاکی اور تعریف ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

(vi) پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود میں تین دفعہ پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ .)) [3]

''اللہ شراکت اور ہر عیب سے پاک ہے، ہم اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔''

قیام بعد الرکوع اور اس کی دعائیں:

پھر اگر امام یا منفرد ہو تو رفع الیدین کرتے ہوئے، اور ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہتے ہوئے رکوع سے کھڑا ہو جائے اور پوری طرح سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد یہ دعا پڑھے: [4]

(i) ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ .))

''اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت۔''

---

[1] صحیح سنن ابو داؤد: ١/ ٢٤٧، رقم: ٨٧٣.

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٥٨.

[3] سنن ابو داؤد، باب مقدار الرکوع والسجود، رقم: ٨٨٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[4] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٧٣٥، ٧٣٦، ٧٣٧، ٧٩٦۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ٤٧٦ .

فضیلت:

سیّدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" پس ایک مقتدی نے کہا: "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ." پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''ابھی کس نے یہ کلمے پڑھے ہیں؟'' ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلموں کا ثواب لکھنے میں جلدی کر رہے تھے۔'' [1]

(ii) ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ .)) [2]

''اے ہمارے پروردگار اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریفیں ہیں، آسمانوں اور زمینوں کے برابر، اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کے برابر، اور اس کے علاوہ جو چیز بھی تو چاہے اس کے برابر۔''

(iii) ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسْخِ .)) [3]

''اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، اتنی جس سے آسمان بھر جائیں اور زمین بھر جائے اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔ اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اسی طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۵.

[2] صحیح مسلم ، کتاب الأذان، رقم: ٤٧٦ .

[3] صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٤٧٦/٢٠٤.

(iv) سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .)) ❶

"اے ہمارے رب؛ تیرے لیے ہی ساری تعریف ہے، جس سے آسمان بھر جائیں اور زمین بھر جائے اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ بھر جائے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے وہ بھر جائے۔ اے تعریف اور بزرگی کے لائق، سب سے سچی بات جو بندے نے کہی، وہ یہ ہے، جبکہ ہم سب تیرے بندے ہیں! اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے عطا کی، اور وہ چیز کوئی دینے والا نہیں جو تو نے روک دی اور کسی کا مقام و مرتبہ اسے تیرے عذاب سے بچا نہیں سکتا۔"

امام اور مقتدی کا "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا:

اگر آپ مقتدی ہیں تو بھی ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) ضرور کہیں۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ((كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" قَالَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ .)) ❷

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) کہتے اور پھر فرماتے:

((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ .))

اور یہ حدیث عام ہے جو کہ آپ کی ہر دو حالتوں، حالتِ امامت اور حالت اقتداء کو شامل ہے۔ حالت اقتداء کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آپ نے سیّدنا عبد الرحمٰن بن

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ٤٧٧.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ٧٩٥.

عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ ❶

یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:

((بَابُ مَا يَقُوْلُ الْإِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهٗ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ .))

''باب امام اور مقتدی رکوع سے سر اٹھانے پر جو کہیں۔''

لہٰذا امام کی اقتداء کرتے ہوئے مقتدی بھی یہ کلمات ادا کرے، کیونکہ مقتدی پر امام کی اقتداء ضروری ہے۔

قیام اللیل میں سجدہ کا بیان:

'' اَللّٰهُ اَكْبَرُ '' کہتے ہوئے سجدہ میں جائے، اور سجدے میں اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور دونوں رانوں کو پنڈلیوں سے دور رکھے، اور سات اعضاء: پیشانی ناک سمیت، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر سجدہ کرے۔ اور سجدے میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى .)) تین یا اس سے زیادہ مرتبہ کہے۔ اس کے علاوہ بھی جو دعائیں چاہے پڑھے۔ ❹

قیام اللیل میں سجدہ کے ضروری مسائل:

① ...... اعضائے سجدہ سات ہیں۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی۔ اور آپ نے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ فرمایا۔ دو ہاتھ، دو گھٹنے اور دو پنجے اور یہ کہ ہم (اس دوران میں) اپنے کپڑے یا اپنے بال اکٹھے نہ کریں (بالوں اور لباس کو نہ سمیٹیں۔)'' ❸

❶ سنن ابوداؤد، باب المسح على الخفين، رقم: ١٤٩ ـ صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، رقم: ١٠٥/٣٢١.

❷ سنن ابو داؤد، كتاب الصلاة، رقم: ٧٣٠، ٧٣٤، ٨٩٥ ـ سنن ترمذی، كتاب الصلاة، رقم: ٣٠٤، صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٨١٢، ٨٢٨ ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٤٩٠ ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، رقم: ٧٧٢ ـ مسند البزار ـ طبرانی كبير ـ مجمع الزوائد: ٢/ ٣١٥.

❸ صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٨٠٩، ٨١٠.

﴿۲﴾...... دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھیں۔ ❶

﴿۳﴾......سجدہ میں ہاتھ کانوں کے برابر رکھنا بھی جائز ہے۔ ❷

﴿۴﴾...... دونوں پاؤں کھڑے کرکے رکھیں۔ پاؤں کی ایڑیاں آپس میں ملالیں اور پاؤں کی انگلیاں موڑ کر ان کے سرے قبلہ رُخ کریں۔سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت بستر سے گم پایا، میں (اندھیرے میں) انھیں تلاش کرنے لگی، تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں کے اندر والے حصے پر لگا اور آپ حالتِ سجدہ میں تھے، آپ کے پاؤں کھڑے تھے، ایڑیاں ملی ہوئی تھیں اور آپ نے پاؤں کی انگلیوں کو موڑ کر قبلہ رخ کیا ہوا تھا۔'' ❸

﴿۵﴾......سجدہ میں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھنے چاہئیں۔سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ .)) ❹

''جب تم سجدہ میں جاؤ تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھو، بلکہ پہلے ہاتھ رکھو پھر گھٹنے رکھو۔''

یاد رہے کہ اونٹ اور دیگر چوپایوں کے گھٹنے ان کے ہاتھوں یعنی اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں۔

لسان العرب (۴۳۳/۱) میں ہے: ''اونٹ کا گھٹنا اس کے ہاتھ یعنی اگلی ٹانگ میں ہوتا ہے اور تمام چوپایوں کے گھٹنے ان کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔''

لہٰذا اونٹ کی طرح نہیں بیٹھنا چاہیے، وہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھتا ہے، لہٰذا ہمیں پہلے ہاتھ رکھنے چاہئیں۔

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم : ۷۳٤۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم : ۷۲٦۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم : ٤٨٦۔ صحیح ابن خزیمه : ۳۲۸/۱، رقم : ٦٥٤.

❹ صحیح ابن خزیمه: ۳۱۸/۱، ۳۱۹، رقم: ٦٢٧۔ صحیح بخاری، قبل حدیث رقم: ۸۰۳، معلقاً.

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔'' ❶

گھٹنے پہلے رکھنے کی دلیل کا دراسہ:

سجدہ میں گھٹنے پہلے رکھنے والی سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کی سند شریک بن عبد اللہ القاضی راوی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ❷

لہٰذا راجح بات یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے جائیں اور بعد میں گھٹنے۔

سجدہ اور قربِ الٰہی:

سجدہ انسان کو رب تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ⑲﴾ (العلق : ١٩)

''اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجیے، اور اس کا قرب حاصل کیجیے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''یقیناً بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے۔ پس سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعا کرو۔'' ❸

مزید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سجدے میں کوشش وجستجو سے دعا مانگا کرو کیونکہ وہ اس لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کر لی جائے۔ ❹

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کہ سجدوں میں کثرت سے دعا مانگنے کا حکم ہر قسم کی حاجت کو کثرت سے طلب کرنے کی ترغیب پر مشتمل ہے۔'' ❺

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ ، رقم : ٨٤٠۔ البانی رحمہ اللہ نے اس کو '' صحیح '' کہا ہے۔

❷ سلسلة الضعيفة : ٢/٣٢٩۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم : ٨٣٨.

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم : ٤٨٢. ❹ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم : ٤٧٩.

❺ فتح الباری : ٢/٣٠٠.

سجدہ اور گناہوں کا مٹنا:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: ''آپ مجھے ایسا حکم دیں کہ میں اسی پر کاربند ہوکر رہ جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جان لے کہ تو جب بھی اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے وہ تجھے ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس سجدے کی وجہ سے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔'' [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب آدم کا بیٹا سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہوکر رونا شروع کردیتا ہے، اور کہتا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آدم کے بیٹے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے۔ مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، میں نے انکار کیا، میرے لیے جہنم ہے۔'' [2]

سجدہ اور جنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب ابن آدم سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے۔ پھر سجدہ کرتا ہے، تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہوکر کہتا ہے، ہائے میری ہلاکت، تباہی اور بربادی ! آدم کے بیٹے کو سجدے کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا۔ پس اس کے لیے بہشت ہے۔ اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی، پس میرے لیے آگ ہے۔'' [3]

سجدہ اور جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت:

سیّدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گزارتا تھا، آپ کے لیے وضوء کا پانی اور آپ کی دیگر ضرورت مسواک وغیرہ لاتا تھا۔ ایک رات آپ نے مجھے ارشاد فرمایا: ''کچھ دین و دنیا کی بھلائی مانگو۔ میں نے کہا: جنت

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۸۱.

[2] مسند احمد: ۵/ ۲۴۸، ۲۴۹۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۴۸۸.

[3] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۴۴.

میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟ میں نے کہا: اور کچھ نہیں چاہیے! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ''پس اپنی ذات کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔'' [1]

قیام اللیل میں سجدہ کی مزید مسنون دعائیں:

سجدہ نماز کا راز اور اس کا عظیم رکن اور رکعت کا خاتمہ ہے، اس سے پہلے جو ارکانِ نماز ہیں وہ اس کے مقدمات ہیں۔ چنانچہ وہ حج میں طواف زیارہ کے زیادہ مشابہ ہیں، کیونکہ وہ حج کا مقصد اور اللہ تعالیٰ کے ہاں داخل ہونے کا محل ہے۔ اور اس سے پہلے جو کچھ ہے وہ اس کے لیے مقدمات ہیں۔ اسی لیے بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور اس کی سب سے افضل حالت وہ ہے جس میں وہ اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہو، لہٰذا اس جگہ دعا کرنا قبولیت کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا سجدہ کی حالت میں زیادہ سے زیادہ دعا کرنے کا حکم ہے۔

1. سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ .)) [2]

''اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

2. سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، رقم: ٤٨٩ .

[2] صحيح بخاری، كتاب الأذان، رقم: ٧٩٤، ٨١٧ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، رقم: ٤٨٤ .

اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ .)) ❶

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا، تجھ پر ہی ایمان لایا اور میں تیرا ہی فرماں بردار بنا، میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا اور اس کی صورت بنائی۔ اس نے اس کی سماعت اور اس کی نظر کو کھولا ہے۔ وہ اللہ نہایت بابرکت ہے کہ جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔''

◆ ۳ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ .)) ❷

''اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے ظاہر اور پوشیدہ سب کے سب گناہ معاف کردے۔''

نوٹ: ...... فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: اگر کوئی شخص صدق دل سے یہ دعا پڑھے، اور اس کی نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میرے صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف کردے تو اللہ عزوجل اس کے صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف کردے گا۔

◆ ۴ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی آخر الزماں، سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد کے سجدوں میں پڑھتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْكَ ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ .)) ❸

''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری معافی کے ذریعے

---

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۸۱۲.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۰۸۴.

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۰۹۰.

تیری سزا سے، اور میں تیری ذاتِ اقدس کے ساتھ تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں
کہ تو کہیں ناراض نہ ہو جائے میں پوری طرح تیری تعریف نہیں کرسکتا تو ویسا ہی
ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف وثناء خود فرمائی ہے۔''

۵ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ .)) [1]

''اے اللہ! تو پاک ہے، ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف کے لائق تو ہی ہے۔
اے اللہ! مجھے بخش دے، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

۶ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ .)) [2]

''اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، جو میں چھپ چھپ کر یا سرعام کرتا ہوں۔''

۷ ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ .)) [3]

''اے اللہ! تو ہر عیب اور شراکت سے پاک ہے، اور اپنی حمد وثناء کے ساتھ
بہت زیادہ بزرگی اور شان والا ہے، صرف تو ہی معبود برحق ہے۔''

۸ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں
یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ ، وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ .)) [4]

اے اللہ! ''تو پاک ہے، ہر شراکت اور عیب سے، اور ہر قسم کی تعریف تیری ہے،
میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

---

[1] مسند أحمد، رقم: ۳۶۸۳، ۳۷۴۵۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۰۸۴.

[2] مصنف ابن ابی شيبة: ۱۲/۱۱۲۔ مستدرك حاكم: ۱/۲۲۱۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

[3] صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، رقم: ۴۸۵۔ مسند ابو عوانة: ۲/۱۶۹۔ مسند احمد: ۶/۱۵۱.
صفة صلاة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم للألبانی، ص: ۱۴۷.

[4] معجم كبير للطبرانی: ۱/۷۲۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۰۴.

❾ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ احمد مجتبیٰ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ کہتے تھے:

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَالرُّوحِ .)) ❶

''بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح یعنی جبریل کا رب۔''

❿ رسول اللہ ﷺ رکوع وسجود میں تین دفعہ یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ .)) ❷

''اللہ شراکت اور ہر عیب سے، پاک ہے ہم اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔''

⓫ ((رَبِّ اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَايَايَ وَعَمَدِيْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ . اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .)) ❸

''میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما، اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالارادہ اور بلا ارادہ کاموں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور انھیں جو کروں گا اور جنھیں میں نے چھپایا اور جنھیں ظاہر کیا ہے تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ٨٤٧.

❷ سنن ابو داؤد، باب مقدار الرکوع والسجود، رقم: ٨٨٥۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٩٨، ٦٣٩٩۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ٢٧١٩۔ زاد المعاد: ١/٢٢٦۔٢٢٧.

۱۲ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ .)) ❶

''سب سے بلند رب پاک ہے، اور ان سب سے بزرگ و برتر ہے۔''

۱۳ محسن انسانیت ﷺ سجدے میں یہ دُعا فرماتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا، وَفِي بَصَرِيْ نُوْرًا، وَفِي سَمْعِي نُوْرًا، وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا، وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا، وَفَوْقِي نُوْرًا، وَتَحْتِيْ نُوْرًا، وَأَمَامِيْ نُوْرًا، وَخَلْفِيْ نُوْرًا، وَعَظِّمْ لِي نُوْرًا .)) ❷

''اے اللہ! میرے دل، میری بصارت اور سماعت کو منور فرما، میرے دائیں بائیں، اوپر نیچے، سامنے اور پیچھے ہر طرف نور پھیلا دے، اور میری روشنی کو بڑھا دے۔''

قیام اللیل میں درُود شریف:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ . اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .)) ❸

''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر جیسے رحمت نازل کی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے اور برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر، جیسے برکت نازل کی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

---

❶ سنن ابو داؤد، ابواب الركوع والسجود، رقم: ٨٧٠۔ صحيح مسلم، رقم: ٤٨٤.

❷ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، رقم: ٧٦٣.

❸ صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، رقم: ٣٣٧٠.

قیام اللیل میں درُود کے بعد کی دعائیں:

اور اس کے بعد ''خواہ فرض نماز ہو یا نفل'' دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے جو دعا چاہے کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم دو رکعت پر بیٹھو تو التحیۃ کے بعد جو دعا زیادہ پسند ہو...... وہ کرو۔'' [1]

(۱) ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ .)) [2]

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور جہنم کے عذاب سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ اور قرض سے۔''

(۲) ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .)) [3]

''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس مجھے اپنی خاص مغفرت سے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر۔ یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

(۳) ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ .)) [4]

---

[1] سنن نسائی، کتاب التطبیق، رقم: ۱۱۶۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۸۸۔ سنن أبوداؤد، رقم: ۵۵۱۲.

[3] صحیح البخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۳۴.

[4] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۸۱۲.

''اے اللہ! مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا۔ جو میں نے چھپا کر کیا اور جو میں نے علانیہ کیا۔ جو میں نے زیادتی کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی مقدم کرنے والا ہے (اپنی اطاعت کے ساتھ جسے چاہے) اور تو ہی مؤخر کرنے والا ہے (جسے چاہے اس کی نافرمانی کی وجہ سے) تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

④ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ ، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .)) [1]

''اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں بزدلی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ نکمّی عمر کی طرف لوٹایا جاؤں، میں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

⑤ ((اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ . أَللّٰهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِى الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ . وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى ، وَأَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَاءِكَ فِي غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ ، أَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ .)) [2]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٦٣٧٠.

[2] سنن النسائی، کتاب السهو، رقم: ١٣٠٦۔ الکلم الطیّب، لشیخ الإسلام ابن تیمیه رحمه الله، رقم: ١٠٤۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

”اے اللہ! میں تیرے غیب جاننے اور مخلوق پر قدرت رکھنے کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندگی عطا کیے رکھ جب تک تو زندگی کو میرے لیے بہتر جانتا ہے اور مجھے اس وقت فوت کرنا جب تو وفات کو میرے لیے بہتر جانے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تنہائی میں اور حاضر، سب کے سامنے ہونے کی حالت میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے راضی اور غصے والی ہر دو حالتوں میں کلمہ حق کہنے کا سوال کرتا ہوں کہ اس کی مجھے توفیق دیے رکھنا۔ اور میں تجھ سے غریبی اور امیری ہر دو حالتوں میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو۔ اور میں تجھ سے آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے تیرے فیصلے پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے موت کے بعد والی زندگی کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا سوال کرتا ہوں۔ اور اسی طرح تجھ سے ملاقات کے شوق کا میں سوال کرتا ہوں جو کسی تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنے کے بغیر ہو۔ اے اللہ ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں رہنمائی دینے والے اور خود ہدایت پانے والے بنا دے۔“

۶ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ! بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ . أَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .))

”اے اللہ! بلا شبہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ کہ تو واحد، اکیلا اور بے نیاز ذات ہے، تو کسی کا باپ نہیں اور نہ تو کسی کا جنا ہوا ہے، اور تو وہ ہستی ہے کہ اس کا برابری والا کوئی نہیں ہے۔ تو میرے سب کے سب گناہ معاف کر دے، یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد مہربان ہے۔“

فضیلت:

نبی ﷺ نے ایک شخص کو تشہد میں یہ دعا مانگتے سنا تو تین بار فرمایا: ((قَدْ غُفِرَ لَهٗ .)) ''اس کے گناہ بخش دیے گئے ہیں۔'' ❶

⑦ ((أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ يَاذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَاحَيُّ يَاقَيُّومُ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُبِكَ مِنَ النَّارِ .)) ❷

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ حمد و ثناء تیرے ہی لیے ہے ۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ بے حد احسان کرنے والا ، تمام آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے بزرگی اور عزت والے رب! اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

نماز تراویح کا وقت:

نماز تراویح کا وقت، نمازِ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے لے کر فجر تک ہے، کسی بھی وقت میں ادا کی جاسکتی ہے۔ بہتر ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ جو شخص امام کے ساتھ تراویح پڑھتا ہے، اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلَّى مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ .)) ❸

''جو شخص امام کے ساتھ تراویح پڑھتا ہے تو اس کے لیے پوری رات کے قیام کا

❶ سنن النسائی، کتاب السھو، رقم : ۱۳۰۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی میں درج فرمایا ہے۔ سنن أبی داؤد، رقم : ۹۸۵.

❷ سنن النسائی، کتاب السھو، رقم : ۱۳۰۱۔ سنن ابن ماجه، رقم : ۹۱۰۔ سنن ابی داؤد، رقم : ۷۹۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الصیام، رقم : ۱۳۷۵۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

اجر وثواب شمار کیا جاتا ہے۔"

رمضان میں قیام اللیل کی جماعت مشروع اور سنت ہے:

قیامِ رمضان باجماعت مشروع اور سنت ہے۔ چنانچہ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نکلے اور مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ اس پر اور لوگ بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور انھوں نے صبح کو اس کا ذکر کیا تو (اگلی) رات کو زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات بھی نکلے تو لوگوں نے آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی اور صبح کو لوگوں نے اس کا پھر ذکر کیا تو تیسری رات مسجد میں لوگ بہت زیادہ جمع ہو گئے۔ آپ تشریف لائے تو انھوں نے آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی، جب چوتھی رات ہوئی تو اتنی کثرت سے لوگ آئے کہ مسجد کی گنجائش تنگ پڑ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے باہر نہ نکلے تو لوگ نماز! نماز! کہنے لگے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے، پس فجر کی نماز ہی کے لیے نکلے۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، کلماتِ شہادت تلاوت کیے اور ارشاد فرمایا:

"امابعد! تمھاری رات کی حالت مجھ پر مخفی نہیں تھی لیکن مجھے اندیشہ لاحق ہوا، مبادا رات کی یہ نماز تم پر فرض کر دی جائے اور پھر تم اس سے عاجز آ جاؤ۔" [1]

جناب عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں رمضان المبارک میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف آیا تو دیکھا کہ لوگ مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے۔ کوئی اکیلا اپنی نماز پڑھ رہا تھا اور کچھ افراد امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ اگر ان لوگوں کو ایک قاری (امام) کے ساتھ جمع کر دوں تو یہ بہتر رہے گا۔ پھر انھوں نے اس کا عزم کر ہی لیا اور انھیں سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا، پھر میں ان کے ساتھ دوسری رات نکلا اور لوگ اپنے قاری (امام) کی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، رقم: ۹۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۶۱ واللفظ لہ.

اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا: ((نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ.)) ''یہ ایک اچھی ابتدا ہے، یہ جدید طریقہ بڑا مناسب ہے۔'' اور جس نماز سے یہ لوگ سو جاتے ہیں، وہ اس سے افضل ہے جس کا وہ قیام کر رہے ہیں۔ مقصد ہے کہ جو پچھلی رات کا قیام ہے، وہ افضل ہے۔ جبکہ یہ لوگ رات کے اوّل وقت قیام کر رہے تھے۔ [1]

فائدہ:...... ان احادیث کی روشنی میں پتا چلتا ہے کہ رمضان میں قیام اللیل باجماعت مشروع اور سنت ہے۔ بعد ازاں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی رات اس اندیشے کی وجہ سے ترک کر دیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو اُمت پر فرض کر دیا جائے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے، اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو وہ اندیشہ بھی باقی نہ رہا۔ چنانچہ اس کو باجماعت ادا کرنے کی سنت اور مشروعیت باقی رہ گئی۔ بعد میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے تو اس سنت کے احیاء کے لیے انھوں نے اس کے باجماعت ادا کرنے کا حکم صادر تو فرما دیا جس کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس پر ''بدعت شرعی'' کا اطلاق نہیں ہوتا۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بدعت کو اچھا گردانا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد لغوی بدعت ہے، شرعی نہیں اور وہ یہ ہے کہ لغت میں بدعت ہر ایسے کام کو کہا جاتا ہے جس کی ابتداء پہلی مرتبہ کی گئی ہو، شرعی بدعت یہ ہے کہ ہر ایسا کام جس کی کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو۔'' [2]

امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد بن حنبل کا قول ہے کہ یہ نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ افضل ہے۔ [3]

---

[1] صحيح بخاری، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، رقم : ٢٠١٠.

[2] إقتضاء الصراط المستقيم، ص : ٢٧٦.

[3] المغنی : ٢/٦٠٥.

قیام اللیل میں قرآنِ مجید سے دیکھ کر قراءت:

قیام اللیل میں قرآنِ مجید سے دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں، حدیث میں آیا ہے کہ:

((وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ .)) [1]

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کے غلام ذکوان قرآن مجید سے دیکھ کر امامت کرواتے تھے۔''

تعدادِ رکعات تراویح:

نمازِ تراویح گیارہ رکعات تین وتر کے ساتھ مسنون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہی تھا۔ اجلہ علماء احناف کا بھی یہی موقف ہے۔ جیسا کہ دلائل سے واضح ہو رہا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اپنی مؤطا میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات تراویح کا حکم لائے ہیں اور کتاب التہجد تحت رقم الحدیث (۸۹۰) رقمطراز ہیں:

''میں تو اپنے لیے گیارہ رکعات قیام رمضان کا قائل ہوں، اور اسی پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا تھا، اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے، مجھے پتا نہیں کہ لوگوں نے یہ بہت سی رکعتیں کہاں سے نکالی ہیں؟''

قاضی ابوبکر بن العربی المالکی فرماتے ہیں کہ:

''صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں، یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور یہی قیام ہے۔ اس کے علاوہ جتنی رکعتیں ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی ان کی کوئی حد ہے۔'' [2]

شیخ محمد صبحی بن حسن حلاق حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''رات کی نماز کی رکعات کم از کم ایک اور زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعات ہیں۔ جیسا کہ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إمامة العبد والمولی، معلقا.

[2] عارضة الأحوذی: ۱۹/٤، تحت رقم الحدیث: ۸۰٦.

میں آیا ہے۔ (فقہ کتاب وسنت، ص:۲۴۶)

جو شخص عبادت کو زیادہ وقت دینا چاہے اس کے لیے ہے کہ نمازِ تراویح میں قیام کو جتنا بھی دراز کر سکتا ہو کرے۔ رکوع وسجود اور جلسے میں جتنی زیادہ تسبیحیں اور دعائیں پڑھ سکتا ہو پڑھے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اللیل سے متعلق پوچھنے والے سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی چار رکعتوں کے حسن وطول کا کچھ حال نہ پوچھ یعنی مجھ سے بیان نہیں ہوسکتا۔'' ❶

اور بعض دفعہ تمام رات نماز پڑھتے رہتے، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک ایک ہی آیت تلاوت فرماتے اور رکوع وسجود کرتے رہے، اور وہ آیت کریمہ یہ ہے:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾﴾ (المائدہ: ۱۱۸)

''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو بلاشبہ وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ''ہم عہد عمر رضی اللہ عنہ میں قیام اتنا لمبا کرتے کہ لاٹھیوں پر ٹیک لگانا پڑتی۔'' ❷

تراویح میں پڑھنے کے لیے اگر قرآن زیادہ یاد نہ ہو تو سورۃ اخلاص کی کثرت سے ہی قیام کی درازی کو پورا کر لیا کریں۔ اگر اُمت کی مغفرت کی غرض سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی آیت کو قیام اللیل میں بار بار پڑھتے ہوئے صبح کر دی، تو آپ سورۃ اخلاص کو ہی اخلاص کے ساتھ حسب طاقت ہر ہر رکعت میں پڑھ کر اپنے اللہ کو راضی کریں اور قیام، رکوع وسجود کو دُعاؤں کے ساتھ لمبا کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں۔ نہ کہ رکعات کی تعداد بڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت مول لیں۔ فافهم!

❶ صحيح بخاري، رقم: ١١٤٧.
❷ مؤطا، كتاب الصلاة في رمضان، رقم: ٤.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ ہماری مسجد کا امام نمازِ تراویح اس قدر جلدی پڑھاتا ہے کہ اس عظیم فرصت سے استفادہ کرتے ہوئے ہم دعا مانگ سکتے ہیں نہ تسبیح پڑھ سکتے ہیں اور نہ نماز خشوع سے ادا کر سکتے ہیں۔ وہ صرف تشہد اوّل پر اکتفا کرتا یعنی ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.'' تک پڑھتا اور کہتا ہے کہ بس اس قدر تشہد کافی ہے۔ یعنی درود شریف نہیں پڑھتا اور کہتا ہے کہ یہ اضافہ ہے اور قراءت بھی صرف ایک یا دو آیتوں کی کرتا ہے، امید ہے آپ رہنمائی فرمائیں گے، جزاکم اللہ خیرا۔

جواب :...... ائمہ کے لیے حکم شریعت یہ ہے کہ نماز خواہ تراویح ہو یا فرض اسے نہایت اطمینان وسکون سے پڑھائیں۔ قراءت ترتیل کے ساتھ کریں۔ رکوع وسجود خشوع کے ساتھ کریں اور رکوع کے بعد اور دونوں سجدوں کے درمیان کامل اعتدال سے کام لیں اور تمام نمازیں خواہ وہ فرض ہوں یا نفل نہایت اطمینان وسکون سے پڑھائیں کیونکہ طمانینت فرض ہے اور اس کے بغیر چارہ کار ہی نہیں۔ جو شخص نماز میں طمانینت کو ترک کر دے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے کیونکہ ''صحیحین'' میں حدیث موجود ہے [1] کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو کہ اطمینان کے ساتھ نماز نہیں پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اس کی رہنمائی کرتے ہوئے اسے بتایا کہ رکوع وسجدہ میں طمانینت واجب ہے، نیز رکوع کے بعد اور دو سجدوں کے درمیان اعتدال واجب ہے لہٰذا ائمہ مساجد کو چاہیے کہ ترتیل اور خشوع کے ساتھ قراءت کیا کریں تاکہ قراءت سے خود بھی استفادہ کریں اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والے مقتدی بھی استفادہ کر سکیں۔ ترتیل اور خشوع سے کی گئی قراءت سن کر ہی دلوں میں تحریک، خشوع اور اللہ تعالیٰ کی طرف انابت اور توجہ پیدا ہوتی ہے۔

امام اور مقتدیوں پر یہ بھی واجب ہے کہ تشہد میں شہادتین کے بعد سلام سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر درود ابراہیمی پڑھیں [2] کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۵۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۷.

[2] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۷۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۰۷.

نے اس کا حکم دیا ہے۔ ❶ لہٰذا اہل علم کی ایک بہت بڑی جماعت نماز میں درود شریف کی فرضیت کی قائل ہے۔ امام اور مقتدیوں کے لیے یہ جائز نہیں ...... خواہ نماز کا مسئلہ ہو یا کوئی اور...... کہ وہ شریعت مطہرہ کی مخالفت کریں۔ امام، مقتدی اور انفرادی طور پر نماز ادا کرنے والے سب لوگوں کے لیے یہ بھی حکم شریعت ہے کہ وہ نماز میں درود شریف کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے عذاب جہنم، عذابِ قبر، فتنۂ موت و حیات اور فتنۂ مسیح دجال سے پناہ بھی طلب کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا بھی یہ عمل تھا اور آپ نے امت کو دعا کے مانگنے کا حکم بھی دیا ہے۔ ❷ اسی طرح سلام سے پہلے کوئی اور دُعا ساتھ ملا لینا بھی مستحب ہے، مثلاً اس موقع پر وہ مشہور دعا بھی مانگی جاسکتی ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی کہ وہ ہر نماز کے آخری حصہ میں یہ دعا ضرور مانگیں:

((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ .)) ❸

"اے اللہ! تو اپنا ذکر کرنے اور اپنا شکر ادا کرنے پر اور اپنی بہترین عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔" (فتاویٰ اسلامیہ: ۲/۲۱۴۔۲۱۶)

دلیل نمبر ۱: ......سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِیَ الَّتِیْ يَدْعُوْالنَّاسُ الْعَتَمَةَ اِلَی الْفَجْرِ اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ)) ❹

"رسول اللہ ﷺ عشا کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعات

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ٥٨٨.

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ١٥٢٢.

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الوتر، باب فی الإستغفار، رقم: ١٥٢٢.

❹ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، رقم: ٧٣٦/١١٢.

پڑھتے تھے، اور ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔ عشاء کی نماز کو لوگ ''عتمہ'' بھی کہتے ہیں۔''

فائدہ:...... اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے قیام اللیل کی تعداد گیارہ رکعات تھی۔

دلیل نمبر ۲:...... ابوسلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا، اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک کے مہینے میں نماز کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا:

((كَانَتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ)) ❶

''آپ کی نماز ۱۳ رکعات تھی، اور ان میں سے دو فجر کی رکعتیں تھیں''

فائدہ:...... یعنی تراویح آپ گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں آپ کا قیام گیارہ رکعت تھا، اور قیام رمضان کا معنی حنفی حضرات بھی تراویح ہی کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳:...... ابوسلمہ رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں رات کی نماز کیسے پڑھتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا كَانَ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً .)) ❷

''رمضان کا مہینہ ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔''

ملاحظہ ہو:...... اس حدیث مبارکہ کو محدثین کرام رحمہم اللہ نے ''قیام رمضان'' کے

---

❶ صحیح ابن خزیمه: ۳۴۱/۳، رقم: ۲۲۱۳۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم: ۲۰۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل ......، رقم: ۷۳۸/۱۲۵۔ موطا امام محمد، ص: ۱۴۲.

باب میں بیان کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق ''نمازِ تراویح'' سے ہے۔ یاد رہے کہ سائل نے رمضان المبارک کی راتوں کو ادا کی جانے والی نماز کے بارے میں سوال کیا تو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رمضان المبارک کے متعلق بھی جواب دیا اور ساتھ افادہ زائدہ کے طور پر غیر رمضان کے متعلق بھی بتایا کہ غیر رمضان میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات ادا کرتے تھے، جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر تک ادا کرتے تھے۔ مزید تفصیل دیکھیں:

❶ موطا امام محمد (شاگرد امام ابوحنیفه)، باب قیام شهر رمضان ومافیه من الفضل، ص:۱٤۲، طبع قدیمی کتب خانه، کراچی.

❷ صحیح البخاری، کتاب صلاة التراویح، رقم:۲۰۳۱۔ فتح الباری:٤/ ۲٥۰.

❸ سنن الکبری، للبیهقی، باب ماروي فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان: ۲/ ٤۹٥ـ٤۹٦ .

❹ نصب الرایه از علامه زیلعی حنفی، فصل فی قیام شهر رمضان: ۲/ ۱٥۳.

❺ فتح القدیر شرح هدایة از علامه ابن همام حنفی، فصل فی قیام رمضان:۱/ ٤۰۷.

❻ البحر الرائق شرح کنز الدقائق از ابن نجیم حنفی: ۲/ ٦٦، ٦۷.

❼ علامہ نیموی حنفی نے ''آثار السنن، باب التراویح بثمان رکعات، ص:۳۹۸'' پر درج کر کے تسلیم کیا ہے کہ اس حدیث کا تعلق تراویح کے ساتھ ہے۔

دلیل نمبر ٤ ......اس مسئلہ کی تائید سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ:

((صَلَّی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ

وَالْوِتْرَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْقَابِلَةِ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْنَا فَلَمْ نَزَلْ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَصْبَحْنَا فَدَخَلْنَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا لَهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجَوْنَا أَنْ تَخْرُجَ عَلَيْنَا فَتُصَلِّيَ بِنَا فَقَالَ: كَرِهْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے، اگلی رات ہم مسجد میں جمع ہوئے اور امید تھی کہ آپ ہمارے پاس آئیں گے۔ ہم صبح تک مسجد میں رہے۔ پھر ہم نے رسول اللہ کے پاس جا کر عرض کی، یا رسول اللہ! ہمیں امید تھی کہ آپ آکر ہمیں نماز پڑھائیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ناپسند کیا کہ کہیں تم پر صلوٰۃ الوتر فرض نہ ہوجائے۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے جہاں آٹھ رکعات تراویح ثابت ہوئیں، وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کی اس نماز کو ''صلوۃ الوتر'' بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث کی سند میں ''عیسی بن جاریہ'' پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ لیکن عیسیٰ بن جاریہ جمہور علماء ومحدثین کے نزدیک ثقہ یا کم از کم صدوق یعنی حسن الحدیث ہے۔

دلیل نمبر ۵......سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہا۔ یا رسول اللہ! میرے گھر کی عورتوں نے رمضان کی رات مجھ سے کہا: ہم قرآن نہیں جانتی، ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی:

((فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَتَرْتُ فَكَانَ شَبْهَ الرِّضَا وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا .)) [2]

---

[1] صحیح ابن خزیمہ: ۱۳۸/۲، رقم: ۱۰۷۰۔ صحیح ابن حبان: ۱۶۲/۵، ۱۶۳۔ قیام اللیل، ص: ۲۵۲۔ معجم الاوسط: ۱۶۸/۵۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] مسند أبی یعلی: ۳۳۶/۳، رقم: ۱۸۰۱۔مجمع الزوائد: ۷۷/۲۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

''میں نے انہیں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔ آپ نے اس پر کچھ نہیں کہا، یعنی اظہار رضامندی فرمایا۔''

فائدہ :...... یاد رہے کہ کسی کام کو سن کر یا دیکھ کر، اس پر خاموشی اختیار کرنا آپ ﷺ کی تقریری سنت کہلاتی ہے۔

علمائے احناف کی طرف سے گیارہ رکعات کا اعتراف:

(۱)...... جناب ابوالخلاق الحسن بن عمار شرنبلالی حنفی (متوفی ۱۰۶۹ھ) رقم طراز ہیں:

''جب یہی بات ثابت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے باجماعت گیارہ رکعات مع الوتر پڑھائی پھر اس کی سنّیت سے انحراف یقیناً نبوت سے دائمی عداوت کی دلیل ہے۔ [1]

فائدہ :...... ابوالخلاق حنفی کہ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ نبوت و رسالت سے دائمی دشمنی کی وجہ سے لوگ مسنون گیارہ رکعات تراویح نہیں پڑھتے، حالانکہ حنفی علماء جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیس رکعات نہیں پڑھیں اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑھیں اور نہ ان کا حکم دیا۔ عالم دنیا میں جو یہود و نصاریٰ بعد از تحقیق اسلام قبول کرتے ہیں وہ بھی گیارہ رکعات تراویح ہی پڑھتے ہیں، کیونکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ بعد از تحقیق پڑھا ہوتا ہے، اس کے باوجود بھی اگر بیس کی رٹ لگائی جائے تو یہ فرقہ بندی کی نحوست کا نتیجہ ہے۔

(۲)...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد محمد بن حسن الشیبانی اپنے مؤطا باب التراویح (ص:۹۳) میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح بخاری و مسلم میں موجود گیارہ رکعات مع الوتر والی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ ہمارا بھی اس گیارہ رکعات مع الوتر والی حدیث پر ہی عمل ہے۔

(۳)...... ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ مسئلہ تراویح میں حقیقت یہی ہے کہ گیارہ رکعات مع الوتر ہی مسنون ہیں۔ جن کا اہتمام رسول

---

[1] مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، ص: ٦٠٦.

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے با جماعت کیا تھا۔ ❶

ملّا علی قاری دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''اس سب کا حاصل یہ ہے کہ قیام رمضان گیارہ رکعات مع الوتر جماعت کے ساتھ سنت ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔'' ❷

(۴)......ابن الھمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) رقم طراز ہیں:

''اس سب کا حاصل یہ ہے کہ قیام رمضان گیارہ رکعات مع الوتر جماعت کے ساتھ سنت ہے۔'' ❸

(۵)......عبدالحی لکھنوی حنفی ۱۳۰۴ھ رقمطراز ہیں:

''آپ نے تراویح دو طرح ادا کی ہے۔

(۱) بیس رکعت بے جماعت ......اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

(۲) آٹھ رکعتیں اور تین رکعات وتر با جماعت ......۔'' ❹

(۶)......عبدالشکور حنفی متوفی ۱۳۸۱ھ رقمطراز ہیں: ''کہ اگر چہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعات تراویح مسنون ہے، اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعات بھی......'' ❺

(۷)......سیّد احمد طحطاوی حنفی (متوفی ۱۲۳۳ھ) لکھتے ہیں:

((لِأَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يُصَلِّهَا عِشْرِيْنَ ، بَلْ ثَمَانِيَ .)) ❻

''کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیس نہیں آٹھ رکعات پڑھی ہیں۔''

(۸)......محمد یوسف بنوری دیوبندی (متوفی ۱۳۹۷ھ) نے کہا ہے:

((فلا بد من تسليم أنه صلى الله عليه وسلم صلى التراويح أيضا ثماني ركعات .)) ❼

---

❶ مرقاة شرح مشكوة: ١/١٨٢.
❷ مرقاة: ٢/٣٨٢.
❸ فتح القدير، باب النوافل: ١/٤٦٠.
❹ مجموعه فتاویٰ عبدالحی: ١/٣٣١-٣٣٢.
❺ علم الفقه، ص: ١٩٨، حاشيه.
❻ حاشية الطحطاوي على الدر المختار: ١/٢٩٥.
❼ معارف السنن: ٥/٥٤٣.

''پس یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ نے آٹھ رکعات تراویح بھی پڑھی ہیں۔''

فائدہ (1):...... امام ابوحنیفہ اور قاضی ابو یوسف سے بسند صحیح یہ قطعی ثابت نہیں ہے کہ بیس رکعات تراویح سنت رسول ﷺ ہیں۔ بلکہ ان کے قول ((إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِي .)) کی روشنی میں مسنون رکعات تراویح گیارہ ہی ٹھہری۔ اور ساتھ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات پڑھنے کا حکم مؤطا امام مالک میں بسند صحیح موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف عرب ممالک اور غیر عرب ممالک میں حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی لوگ گیارہ رکعات ہی پڑھتے ہیں۔ اور پاکستانی حنفی علماء نے اقرار کرنا شروع کر دیا ہے، اور کچھ عوام الناس میں سے بھی گیارہ رکعات پڑھنا شروع ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک!

فائدہ (2):...... جو بات علامہ ابن رشد نے ہدایۃ المجتہد اور قاضی خان نے فتاویٰ (۱۱۲/۱) میں نقل کی ہے کہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس یعنی پانچ ترویحہ وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے، تو یہ کئی اعتبار سے درست نہیں۔

(۱)...... یہ امام صاحب سے بسند صحیح ثابت نہیں۔ (۲)...... یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ضعیف حدیث سے استدلال ہے جو کہ درست نہیں۔ (۳)...... یہ صحیح احادیث کے خلاف ہے، **فليتدبر!**

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات کا حکم:

دلیل نمبر ٦...... امام مالک، محمد بن یوسف سے، وہ سائب بن یزید سے بیان کرتے ہیں کہ:

((أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَ رضی اللہ عنہما أَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً)) [1]

[1] مؤطا امام مالك، كتاب الصلاة فی رمضان: ۱۱٤/۱۔ سنن الكبریٰ، للبيهقی: ٤٩٦/٢۔ طحاوی معانی الآثار: ۱۹۳/۱۔ معرفة السنن والآثار: ۳۷٦/۲ ۔ علامہ نیموی رحمہ اللہ حنفی لکھتے ہیں: "اسناده صحيح" ''اس حدیث کی سند صحیح ہے۔'' آثار السنن، ص: ۳۹۲ ۔ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں، بلکہ اسی سند کے ساتھ امام بخاری نے کتاب الجح میں روایت بیان کی ہے۔ روایت کا نمبر ۱۸۵۸ ہے۔

"سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔"

دلیل نمبر ۷ ......امام ابوبکر بن ابی شیبہ بواسطہ یحییٰ بن سعید از محمد بن یوسف، از سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلَ أُبَيٍّ وَتَمِيمٍ فَكَانَا يُصَلِّيَانِ إِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً)) [1]

"سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اُبی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما پر جمع کیا وہ دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔"

فائدہ:...... اسی حدیث کو امام ابو زید عمر بن شبّہ النمیر ی البصری، یحییٰ بن سعید کے واسطے سے اپنی کتاب "تاریخ المدینة المنورة" (۱/۷۱۳) پر لائے ہیں۔ اس روایت کی سند بھی انتہاء درجہ کی صحیح ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعات کا ثبوت:

دلیل نمبر ۸ ......امام سعید بن منصور، از عبدالعزیز بن محمد، از محمد بن یوسف، از سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه بِإِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً)) [2]

"ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۱۱ رکعات پڑھتے تھے۔"

فائدہ:......ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل بھی

---

[1] مصنف ابن ابی شیبه: ۲/ ۳۹۲.

[2] التعلیق الحسن علی آثار السنن، ص: ۳۹۲۔ الحاوی فی الفتاوی ۱/ ۳۴۹، ۳۵۰۔ امام سیوطی رحمہ اللہ اس سند کے بارہ میں فرماتے ہیں: "وفی مصنف سعید بن منصور بسند في غاية الصحة" "یہ روایت بہت صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔"

گیارہ رکعات تھا، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حکم بھی یہی تھا۔ اسی کے مطابق سیدنا اُبی بن کعب اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہما نے گیارہ رکعات تراویح پڑھائیں، اور ان کے پیچھے پڑھنے والوں نے بھی اس پر عمل کیا۔ پس معلوم ہوا کہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بھی گیارہ رکعات پر تھا۔ کسی بھی صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا بیس رکعات پڑھنے کا عمل یا حکم موجود نہیں ہے۔

نوٹ:...... یاد رہے کہ امیر المومنین عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے بیس (۲۰) رکعات قیام اللیل کی تمام روایات سنداً ضعیف ہیں، بلکہ بعض تو موضوع درجہ کی روایات ہیں۔ ذیل کی سطور میں ہم چند ایسی روایات اور ان کی تحقیق پیش کر دیتے ہیں کہ جن سے بیس رکعات تراویح سنت نبویہ ہونے کی دلیل پکڑی جاتی ہے۔

بیس رکعت تراویح سنت ہونے کی دلیل اور اس کے جوابات:

دلیل نمبر ۱......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔'' [1]

جواب:......اس حدیث میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ہے۔ جس کے بارے میں علامہ زیلعی فرماتے ہیں: ''قال احمد: منكر الحديث'' ''امام احمد نے کہا یہ منکر الحدیث ہے۔'' [2]

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسے شعبہ نے کذاب کہا ہے، اور احمد، ابن معین، بخاری اور نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے، اور ابن عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں اس حدیث کو اس کی منکر روایات میں ذکر کیا ہے۔'' [3]

ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر (۳۳۳/۱) اور عبدالحی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ (۳۵۴/۱) میں اس حدیث پر جرح کی ہے۔

---

[1] مصنف ابن ابی شيبه: ۲/۳۹٤.
[2] نصب الراية: ۱/۵۳.
[3] عمدة القاری: ۱/۱۲۸.

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور جو بیس رکعت ہیں، تو وہ آپ علیہ السلام سے بسند ضعیف مروی ہیں، اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔'' ❶

علامہ سیوطی نے اس حدیث کے راوی پر شدید جرح کی ہے، اور کہا کہ ؛

((هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيفٌ جِدًّا لَا تَقُوْمُ بِهِ حُجَّةٌ .)) ❷

''یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس سے حجت قائم نہیں ہوتی۔''

بانی تبلیغی جماعت جناب زکریا صاحب اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک (۳۰۴/۲) میں فرماتے ہیں: ''کہ یقیناً محدثین کے اصولوں کے مطابق بیس رکعات نماز تراویح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً ثابت نہیں۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت محدثین کے اصولوں کے مطابق مجروح ہے، ثابت نہیں۔''

دلیل نمبر ۲ ...... یزید بن رومان سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، کہ ''لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔'' ❸

جواب:...... یہ روایت منقطع ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری (۱۲۷/۱۱۔ طبع دارالفکر) میں تصریح کی ہے۔ ''وَيَزِيْدُ لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ فَيَكُوْنُ مُنْقَطِعًا . ''

''اس روایت کے راوی یزید کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں، اس لیے یہ روایت منقطع ہے۔''

علامہ نیموی حنفی نے بھی لکھا ہے کہ ''یزید بن رومان نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔'' ❹

دلیل نمبر ۳ ...... یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا۔ ❺

جواب :...... حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید بن قیس انصاری مدنی ثقہ، ثبت

---

❶ العرف الشذی: ۱/۱۶۶. ❷ الحاوی: ۱/۳۴۷.

❸ مؤطا امام مالك : ۱/۱۵. ❹ آثار السنن، حاشیه، ص: ۲۵۳.

❺ مصنف ابن ابی شیبه.

اور طبقہ خامسہ سے ہے۔ ❶

فائدہ:...... یاد رہے کہ اس طبقہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیموی حنفی فرماتے ہیں: ''یحییٰ بن سعید کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔'' ❷

فائدہ:......علامہ نیموی تعلیق آثار السنن میں فرماتے ہیں:

''آپ پر مخفی نہ رہے کہ سائب بن یزید کی بیس رکعت والی روایت کو بعض علماء نے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں بھی اس کی مثل، پھر بیہقی کا حوالہ دیا۔ لیکن اس کا یہ قول کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں بھی اس کی مثل مدرج قول ہے۔ امام بیہقی کی تصنیفات میں نہیں پایا جاتا۔'' ❸

دلیل نمبر ٤......ابو عبدالرحمٰن السلمی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا، پھر ان سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے، اور آپ خود علی رضی اللہ عنہ ان کو وتر پڑھاتے تھے۔ ❹

جواب:...... یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ''حماد بن شعیب'' ہے، جسے ابن معین، نسائی اور ابوزرعہ، وغیرہم نے ضعیف کہا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''منكر الحديث...... تركوا حديثه'' کہا۔ ❺

اور اس میں دوسرا راوی ''عطاء بن السائب'' مختلط ہے۔ زیلعی حنفی نے کہا ہے ''لیکن اسے آخر میں اختلاط ہو گیا تھا، اور تمام جنھوں نے اس سے روایت کی ہے، اختلاط کے بعد کی ہے سوائے شعبہ اور سفیان کے۔'' ❻

دلیل نمبر ٥ ......ابوالحسناء فرماتے ہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پانچ تراویح

---

❶ تقریب، ص: ۳۹۱.
❷ بحواله تحفة الاحوذی: ۷۵/۲.
❸ بحواله تحفة الأحوذی: ۷٦/۲.
❹ السنن الكبرى، للبيهقی: ٤٩٦/۲.
❺ لسان الميزان: ۳۸٤/۲.
❻ نصب الراية: ۵۸/۳.

بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا، اور اس سند میں ضعف ہے۔'' ❶

جواب:...... یہ سند بھی ضعیف ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود ہی اس مذکور بالا اثر نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس سند میں ضعف ہے۔

مزید برآں ابوالحسناء مجہول ہے۔ ❷

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ غیر معروف ہے۔ ❸

علامہ نیموی نے بھی کہا ہے: ''وَهُوَ لَا يُعْرَفُ'' ❹

دلیل نمبر ٦...... اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس تراویح پڑھاتے تھے۔ ❺

جواب:...... یہ سند بھی منقطع ہے۔ ❻ اور اس کی سند میں ''حفص بن غیاث عن الاعمش'' ہے۔ پس حفص بن غیاث مدلس ہے، اور صیغہ عن سے روایت کر رہا ہے۔

دلیل نمبر ٧...... سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلٰثَةٍ .)) ❼

''نبی کریم ﷺ ایک رات نکلے، اور آپ نے لوگوں کو چوبیس رکعتیں پڑھائیں اور تین رکعات وتر پڑھائے۔''

جواب:...... یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ''محمد بن حمید'' ہے اس راوی پر کئی ائمہ نے جرح کی ہے:

ذہبی کہتے ہیں: ''هو ضعيف'' ''وہ ضعیف راوی ہے۔''

---

❶ السنن الكبرى، للبيهقي: ٤٩٧/٢.
❷ تقريب التهذيب.
❸ ميزان الإعتدال: ٥١٥/٤.
❹ حاشيه آثار السنن، ص: ٢٥٥.
❺ مصنف عبد الرزاق، رقم: ٧٧٤١ـ مصنف ابن ابى شيبه: ٣٩٤/٢ـ معجم كبير، للطبرانى، رقم: ٩٥٨٨ـ قيام الليل، للمروزى، ص: ١٠.
❻ عمدة القارى: ١٢٧/١١.
❼ تاريخ جرجان للفهمى، ص: ١٤٢.

یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے:"كثير المناكير"

بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں:"فيه نظر""اس میں نظر ہے۔"

ابوزرعۃ رحمہ اللہ نے اسے"كذاب"کہا ہے۔

اسحاق کوسج رحمہ اللہ کہتے ہیں:"أشهد أنه كذّاب""میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ"کذاب"تھا۔"

صالح جزرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:"في كل شئي يحدّثنا ما رأيت أجرأ على الله منه كان يأخذ أحاديث الناس يقلب بعضه على بعض." "وہ احادیث کے بیان میں اللہ تعالیٰ پر یہ جرأت کرتا کہ احادیث کو اُلٹ پلٹ کر کے بیان کرتا تھا۔"

ابن خراش رحمہ اللہ کہتے ہیں:"كان والله يكذب""اللہ کی قسم وہ کذاب راوی تھا۔"

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"ليس بثقة""وہ ثقہ نہیں ہے۔"

ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی رحمہ اللہ نے بھی اس کو ضعیف گردانا ہے۔ [1]

دلیل نمبر ۸ ......حرم مکی میں بھی بیس رکعت تراویح ہی پڑھی جاتی ہے۔لہٰذا تراویح بیس رکعات مسنون ہے۔

جواب :...... (۱) حرم مکی میں پڑھانے والے ائمہ خود گیارہ رکعات ہی پڑھتے ہیں، کیونکہ بیس رکعات ایک امام کے بجائے دو پڑھاتے ہیں۔

(۲) حرم مکی اور مدنی کے ائمہ گیارہ رکعات مسنون ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں نہ کہ بیس رکعات کا۔

(۳) دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے لوگوں کی کثیر تعداد کی سہولت کے خاطر بیس رکعات کا اہتمام کیا گیا ہے نہ کہ بیس کو سنت سمجھ کر۔ بلکہ مکۃ المکرّمۃ اور مدینۃ المنورۃ کی باقی مساجد میں ائمہ اور مقتدی حضرات آٹھ رکعات ہی پڑھتے ہیں۔

(۴) حرم مکی اور مدنی کو بنیاد بنا کر بیس کا فتویٰ دینے والے لوگوں کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ وہاں کے ائمہ سینے پر ہاتھ باندھنا، رفع الیدین، فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر ایسی

[1] تجلیات صفدر: ۳/ ۲۲٤.

بیس سنتوں کا اہتمام کرتے ہیں جن کے قائلین بیس منکر ہیں۔ مزید برآں اُن کی مخالفت کرتے ہوئے سنتِ نبوی کے مطابق وتر بھی اُن کے پیچھے ادا نہیں کرتے بلکہ اپنے ممالک میں جب نمازِ وتر ادا کرتے ہیں تو سنتِ نبوی اور مسجد الحرام ومسجدِ نبوی کے اماموں کی مخالفت کرتے ہوئے مغرب کے مشابہ وتر ادا کرتے ہیں اور دُعائے قنوت (اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ ......از مروی از سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما) بھی نہیں پڑھتے۔

(۵) یہاں کے لوگ تو ان ائمہ کے پیچھے نماز کو جائز قرار نہیں دیتے، پھر ان کو بنیاد بنا کر بیس کا فتویٰ کیوں دیتے ہیں۔ مزید برآں اگر آپ ان کو دلیل بنا کر بیس کے قائل ہیں تو وہ پکی قبریں بنانا، قبروں کو سجدہ کرنا شرک سمجھتے ہیں، اہل حدیث کہلانا اور خود کو منہج اہل حدیث پر سمجھنے میں سعادت سمجھتے ہیں، تو پھر آپ ان اُمور میں ان کا اتباع کیوں نہیں کرتے؟ فلیتدبر!

(٦) شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام جن پر قرآن کریم کی آیت ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: ۳) نازل ہوئی اور دین مکمل ہوگیا، ان کی سنت مبارکہ سے گیارہ رکعات ہی ثابت ہیں۔ پس بیس رکعات کو سنت قرار دینا دین میں اضافہ کے مترادف ہے۔

چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ”جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور اس کو وہ نیکی خیال کرتا ہے، تو تحقیق اس نے یہ گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت کی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:
>
> ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ: ۳)
>
> ”آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور تمھارے لیے دین اسلام پسند کیا ہے۔“ [1]

---

[1] كتاب الإعتصام للشاطبی : ۱/ ٤٩.

امام مالک رحمہ اللہ کا اپنا منہج بھی دیکھئے کہ انھوں نے انگلیوں کے خلال کے مسئلہ میں حدیث کے مقابلہ میں اہل مدینہ کا عمل چھوڑ دیا۔ جب امام مالک رحمہ اللہ حدیث کے مقابلہ میں عمل اہل المدینہ کو حیثیت نہیں دے رہے تو پھر حدیث کے مقابلہ میں اہل مکہ اور اہل کوفہ کے عمل کی کیا حیثیت باقی رہتی ہے؟ وفی هذا كفاية لمن له دراية!

وتر کا بیان:

اب ہم نماز وتر کی سنیت اور اس کی کم از کم تعداد کو بیان کیے دیتے ہیں:

وتر سنت مؤکدہ ہے:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وتر فرض نماز کی طرح واجب اور لازم نہیں، لیکن سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار فرمایا ہے۔ [1]

وتر کی فضیلت:

سیّدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک اضافی نماز عنایت فرمائی ہے جو تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بڑھ کر قیمتی ہے اور وہ نماز وتر ہے جس کا وقت تمھارے لیے اس نے نمازِ عشاء سے لے کر طلوعِ فجر تک مقرر کیا ہے۔'' [2]

وتر کا وقت نمازِ عشاء کے بعد ساری رات ہے:

اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے سب اوقات میں وتر پڑھے ہیں۔ آپ کے وتر کا آخری وقت سحر تک پہنچا ہے۔ [3]

اور سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الوتر، رقم: ٤٥٤ ـ سنن نسائی، قیام اللیل، رقم: ١٦٧٧ ـ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[2] سنن أبوداؤد، کتاب الوتر، رقم: ١٤١٨ ـ سنن ترمذی، کتاب الوتر، رقم: ٤٥٢ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٠٨، ١٤١١ ـ الإرواء، رقم: ٤٢٣.

[3] صحیح بخاری، کتاب الوتر، رقم: ٩٩٦ ـ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ٧٤٥.

”جسے اندیشہ ہو کہ پچھلی رات نہیں اٹھ سکے گا، اسے چاہیے کہ وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے یقین ہو کہ پچھلی رات اٹھ جائے گا تو اسے چاہیے کہ پچھلی رات ہی وتر پڑھے، بلاشبہ پچھلی رات کی قراءت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔“ ❶

رکعات کی تعداد:

1. ایک وتر۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف ایک وتر پڑھا، اور آپ نے فرمایا: ”أَيْ وِتْرِيْ“ یعنی یہ میرا وتر ہے۔ ❷
2. تین وتر۔ ❸
3. پانچ وتر۔ درمیان میں کوئی تشہد نہیں۔ ❹
4. سات وتر۔ چھ رکعات کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ ❺
5. نو وتر۔ آٹھویں رکعت کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ ❻

وتر پڑھنے کا طریقہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تین وتر نہ پڑھو، پانچ یا سات وتر پڑھو اور تین پڑھ کر نمازِ مغرب کی مشابہت نہ کرو۔“ ❼

معلوم ہوا کہ تین وتر یا تو ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے جائیں یا پھر دو سلام کے ساتھ۔ ان ہر دو صورتوں میں نماز وتر کی مشابہت نمازِ مغرب کے ساتھ ہرگز نہیں رہتی۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۵۵.

❷ صحیح بخاری، ابواب الوتر، رقم: ۹۹۰۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۷۴۸۔ السنن الکبریٰ للبیهقی: ۲۵/۳.

❸ صحیح بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، رقم: ۲۰۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۷۲۳.

❹ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۱۷۲۰.

❺ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۴۶.

❻ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۴۶.

❼ سنن نسائی، قیام اللیل، رقم: ۱۷۳۰ و ۱۷۳۱۔ سنن ابن ماجه، إقامة الصلوٰات، رقم: ۱۱۷۱۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

تین رکعات وتر میں مسنون قراءت:

سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی قراءت فرمایا کرتے تھے۔ [1]

دعائے قنوت:

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے ہیں کہ میں انھیں قنوتِ وتر میں پڑھا کروں:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ ، وَقِنِي شَرَّمَا قَضَيْتَ ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .)) [2]

”اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل کر دے جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا، اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے۔ اور جس شر کا تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ فرما۔ بے شک تو ہی فیصلہ صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہو سکتا اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی

---

[1] سنن دار قطنی : ۲/ ۲۴، رقم: ۱۶۳۲، ۱۶۳۳۔ مستدرک حاکم ۱/ ۲۰۴۔ سنن الکبریٰ بیہقی : ۳/ ۳۱۔ معرفة السنن والآثار، رقم: ۵۵۰۹۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۴۲۹۔ ابن حبان اور حاکم نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

[2] سنن الکبریٰ بیہقی : ۲/ ۲۹۰۔ سنن ابوداؤد، باب القنوت في الوتر، رقم: ۱۴۲۵۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

کرے۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔"

فائدہ:...... اہل بیت سے محبت، رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے، بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کے اہل بیت سے محبت کی جائے، ان کے طریقے کو اپنایا جائے۔ مذکورہ دعا پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو سکھائی تھی کہ وہ نمازِ وتر میں پڑھیں۔ اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس دُعا کو عملی زندگی میں لائیں اور رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے محبت کا اظہار کریں تاکہ کل روزِ محشر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے حق دار ٹھہریں۔

احکام و مسائل:

1. مروجہ دُعا: ((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ......)) کو قنوتِ وتر قرار دینا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قطعی ثابت نہیں ہے۔
2. وتروں کے بعد تین دفعہ یہ ذکر کیا جائے۔ ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) [1]
"پاک ہے وہ بادشاہ، نہایت پاک۔"

قنوتِ نازلہ:

وتروں میں دُعائے قنوت رکوع سے قبل اور بعد دونوں طرح جائز ہے۔ سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكُوْعِ .)) [2]

"بے شک رسول اللہ ﷺ وتر میں دُعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔"

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دُعائے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ کب مانگی جائے تو انہوں نے کہا: ((قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ

---

[1] سنن ابو داؤد، باب في الدعاء بعد الوتر، رقم: ۱۴۳۰۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو "صحیح" کہا ہے۔

[2] سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوٰت وا لسنة فيها، رقم: ۱۱۸۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

الرَّكُوْعِ)) ''رسول اللہ ﷺ دعا قنوت رکوع سے قبل پڑھتے۔'' ❶

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ستر صحابہ کرام جب شہید ہوگئے، تو آپ ﷺ نے ایک ماہ صبح کی نماز میں قنوت کیا تھا۔ ❷

قنوت میں ہاتھ اٹھانا:

قنوت وتر میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یقیناً میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھتے، دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور کفار پر بددعا فرماتے۔ ❸

امام اہل سنت والجماعت، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راھویہ رحمہما اللہ دونوں قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے قائل تھے۔ ❹

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''شریعت کا حکم ہے کہ قنوت وتر میں بھی رفع الیدین کیا جائے کیونکہ یہ قنوت بھی قنوت نازلہ ہی کے جنس میں سے ہے، اور یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ:

((أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دُعَائِهِ فِيْ قُنُوْتِ النَّوَازِلِ .)) ❺

''آپ نے قنوت نازلہ میں دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تھے۔'' (امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے) ❻

امام بیہقی نے السنن الکبریٰ (۳/۳۹، تحت الحدیث: ۴۸۰۹) میں رقم کیا ہے:

((وَقَدْ رَوَيْنَا فِيْ قُنُوْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ مَا يُوْجِبُ

---

❶ سنن ابن ماجه ، كتاب إقامة الصلوٰة والسنة فيها ، رقم: ١١٨٤ـ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤٠٩٠.

❸ مسند ابوعوانة، رقم: ٥٩١٣. ❹ مسائل أبوداؤد، ص: ٦٦.

❺ السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین في القنوت، ح: ٣٢٢٩.

❻ فتاویٰ اسلامیہ: ١/ ٤٥١ـ ٤٥٢، طبع دار السلام، لاهور۔

الاِعْتِمَادَ عَلَيْهِ وَقُنُوْتُ الْوِتْرِ قِيَاسٌ عَلَيْهِ .))

''اور ہم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت کے بارے قابل اعتماد روایات ذکر کی ہیں اور قنوت وتر اس پر قیاس ہے۔''

قیام اللیل میں گریہ کے نمونے:

آخر میں ہم یہ بات بطور ترغیب ذکر کر رہے ہیں تا کہ ہر شخص کے دل میں نمازِ تہجد اور قیام اللیل فی رمضان کا جذبہ پیدا ہو جائے، اور بلکہ قیام اللیل میں گریہ کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے، اور وہ اس دنیا میں بارگاہِ ایزدی میں رات کی آخری گھڑیوں میں گریہ کر کے جہنم کے عذابوں سے بچ سکے۔

(۱)...... جناب عطاء بن رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبید بن عمیر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب عبید بن عمر نے درخواست کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہمیں کوئی ایسا واقعہ سنائیں جو آپ کو سب سے زیادہ بھلا لگتا ہو۔ یہ بات سن کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور ارشاد فرمایا:

''ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے عائشہ! آج مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! آپ کا قرب مجھے بڑا پسند ہے اور جو چیز آپ کو خوش کرے وہ بھی پسند ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، وضو کیا اور پھر نمازِ تہجد کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل گریہ کرتے رہے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روئے کہ آپ کی قمیص کا اگلا حصہ تر ہو گیا، اور پھر (سجدوں میں) اتنا روئے کہ زمین بھی نم دار ہو گئی۔ اس دوران سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا کہنے آ گئے۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دی ہیں تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَفَلا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟ لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَاتٌ ، وَيْلٌ لِمَنْ قَرَئَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيْهَا .))

''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ آج رات مجھ پر چند قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں کہ اُس آدمی کی تباہی و بربادی ہو جو ان کو پڑھے مگر ان میں غور وفکر نہ کرے، اور وہ آیات ہیں۔''

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾﴾ (آل عمران : ۱۹۰)

''بے شک آسمان وزمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری آنے میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔'' [1]

(۲)...... سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رات تہجد کے لیے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت ﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ أَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾﴾ (الجاثیہ : ۲۱)

''کیا جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، ہم انھیں اُن کی طرح کردیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل صالح کیا، ان دونوں جماعتوں کا جینا اور مرنا ایک جیسا ہو، وہ لوگ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔'' کی قرأت میں صبح کردی اس کو بار بار پڑھتے تھے، رکوع کرتے تھے، سجدے میں جاتے تھے اور روتے تھے۔ [2]

(۳)...... سعید بن جبیر رحمہ اللہ قیام اللیل میں اتنا زیادہ روتے تھے کہ وہ چُندھے ہوگئے۔ [3]

(۴)...... سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے، جب اس آیت

---

[1] صحیح ابن حبان : ۳۸٦/۲، ۳۸۷، رقم : ٦۲۰.

[2] أسد الغابة، تذکرة تمیم داری.

[3] سیر أعلام النبلاء: ۳۳۳/٤ـ الحلیة: ۲۷۲/٤.

پر پہنچے: ﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ۟ۙ فِی الْحَمِیْمِ ۙ۬ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ۟ۚ﴾ (المومن: ۷۱ تا ۷۲) ’’جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہوں گی جن سے پکڑ کر وہ کھولتے پانی کی طرف گھسیٹے جائیں گے اور پھر جہنم کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔‘‘ تو بار بار اسی آیت کو پڑھتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ [1]

(۵)...... جناب مروان بن رباب الاسدی رحمہ اللہ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے اور کبھی کبھی یہی آیت صبح تک دہراتے رہتے اور روتے۔

﴿فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

(الانعام: ۲۷)

’’اس وقت کہیں گے: کاش! کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔‘‘ [2]

(۶)......حسن بن عرفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون رحمہ اللہ کو دیکھا کہ تمام لوگوں میں سے ان کی آنکھیں بہت زیادہ خوبصورت تھیں، ایک زمانہ کے بعد دیکھا تو ان کی ایک آنکھ ختم ہوگئی تھی۔ پھر کچھ عرصہ بعد دیکھا تو دوسری آنکھ بھی ختم ہوچکی تھی، میں نے پوچھا: اے ابوخالد! تمہاری خوبصورت آنکھوں کو کیا ہوا؟ کہنے لگے قیام اللیل میں رونے سے میری آنکھیں ختم ہوگئی ہیں۔ [3]

اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوکر دعا گو ہوں کہ وہ ہمارا حشر نیک وکار لوگوں میں کردے۔ ہماری لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔

احب الصالحین ولست منهم　　　لعل اللّٰه یرزقنی صلاحا

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ!

---

[1] تنبیه الغافلین، ص: ٤٤٠ـ حلیة الأولیاء: ۱/۵۱ـ إحیاء العلوم: ۱/۳۵۵.

[2] الصلاة والتهجد للأشبیلي، ص: ۲۷۷.

[3] صفة الصفوة: ۳/۱۸ـ تذکرة الحفاظ: ۳/۷۹۰.